بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد 75 ❁ شمارہ 13-14 ❁ 13-06 شوال 1447 ہجری قمری ❁ 26 امان، 02 شہادت 1405 ہجری شمسی ❁ 26 مارچ، 02 اپریل 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ○

اور یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھ رکھا تھا کہ لازماً موعود زمین کو میرے صالح بندے ہی ورثہ میں پائیں گے۔

اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ○

اس میں یقیناً ایک اہم پیغام ہے عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ○

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

(سورۃ الانبیاء 106، 107، 108)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عربوں کی ہلاکت اور تباہی کی پیشگوئی

عَنۡ اُمِّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ زَیۡنَبَ بِنۡتِ جَحۡشٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیۡہَا فَزِعًا یَقُوۡلُ : لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیۡلٌ لِّلۡعَرَبِ مِنۡ شَرٍّ قَدِ اقۡتَرَبَ فُتِحَ الۡیَوۡمَ مِنۡ رَدۡمِ یَاۡجُوۡجَ وَمَاۡجُوۡجَ مِثۡلُ ہٰذِہٖ ۔ وَحَلَّقَ بِاِصۡبَعَیۡہِ الۡاِبۡہَامِ وَالَّتِیۡ تَلِیۡہَا فَقُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَنَہۡلِكُ وَفِیۡنَا الصَّالِحُوۡنَ: قَالَ نَعَمۡ اِذَا کَثُرَ الۡخَبَثُ۔ (بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ویل للعرب من شر قد اقترب جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۶)

حضرت زینب بنت جحشؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہلاکت اور بربادی ہو عرب کے لئے اس شر اور بُرائی کی وجہ سے جو قریب آگئی ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سا سوراخ کھل گیا ہے آپؐ نے (وضاحت کے لئے) اپنی دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور اس سے ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنایا۔ میں نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے آپؐ نے فرمایا ہاں اس صورت میں کہ خُبث اور برائی بڑھ جائے اور وہ نیکی پر غالب آجائے۔

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ارضِ مقدس صالحین کی میراث ہے

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الارض سے مراد جو شام کی سرزمین ہے یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جواب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے یَرِثُھَا فرمایا یَمۡلِکُھَا نہیں فرمایا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے اور اگر یہ کسی اور کے قبضہ میں کسی وقت چلی بھی جاوے تو وہ قبضہ اس قسم کا ہوگا جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مرتہن کو دے دیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیش گوئی کی عظمت ہے۔ ارض شام چونکہ انبیاء کی سرزمین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ غیروں کی میراث ہو۔

یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوۡنَ فرمایا صالحین کے معنے یہ ہیں کہ کم از کم صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو۔ مومن کی جو تقسیم قرآن شریف میں کی گئی ہے اس کے تین ہی درجے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ظالم، مقتصد سابق بالخیرات۔ یہ ان کے مدارج ہیں ورنہ اسلام کے اندر یہ داخل ہیں۔ ظالم وہ ہوتا ہے کہ ابھی اس میں بہت غلطیاں اور کمزوریاں ہیں اور مقتصد وہ ہوتا ہے کہ نفس اور شیطان سے اس کی جنگ ہوتی ہے مگر کبھی یہ غالب آجاتا اور کبھی مغلوب ہوتا ہے کچھ غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور صلاحیت بھی اور سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے جو ان دونوں درجوں سے نکل کر مستقل طور پر نیکیاں کرنے میں سبقت لے جاوے اور بالکل صلاحیت ہی ہو۔ نفس اور شیطان کو مغلوب کر چکا ہو۔ قرآن شریف ان سب کو مسلمان ہی کہتا ہے۔

(الحکم جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 40، 10 /نومبر 1902ء صفحہ 7)

تفسیر کبیر سے اقتباس

’’عبادی الصالحون‘‘ ارض مقدس کے وارث ہونگے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 105 وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اسکنوا الارض۔ اس سے مراد مصر کی سرزمین نہیں۔ کیونکہ مصر میں تو وہ نہیں آباد ہوئے اس سے مراد ملک کنعان ہے

یعنے وہ ملک جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ گویا الارض سے مراد معہود زمین ہے۔ رسول کریم صلعم کو موسیٰ علیہ السلام پر یہ فضیلت ہے کہ ان کو جو جگہ ملی وہ مصر کے قائم مقام تھی۔ مصر نہیں ملا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عین وہ جگہ ملی جو آپ کا وطن تھا اور پھر دشمنوں کے ملک بھی ہاتھ آئے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ۔ یعنی اب تم کنعان میں جاؤ۔ لیکن ایک وقت کے بعد تم کو وہاں سے نکلنا پڑے گا پھر خدا تعالیٰ تم کو واپس لائے گا پھر تم نافرمانی کرو گے اور دوسری دفعہ عذاب آئے گا اس کے بعد تم جلاوطن رہو گے یہاں تک کہ تمہاری مثیل قوم کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت آجائے اس وقت پھر تم کو مختلف ملکوں سے اکٹھا کر کے ارض مقدس میں واپس لایا جائے گا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے لئے دو تباہیوں کی خبر اس سورۃ کے شروع میں دی گئی تھی ویسی ہی خبر مسلمانوں کے لئے بھی دی گئی ہے کیونکہ مسلمانوں کو بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰؑ کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سورۃ کے شروع میں دو وعدوں کا ذکر ہے اور دونوں عذاب کے وعدے ہیں۔ ایک بخت نصر شاہ بابل کے ہاتھوں پورا ہوا۔ اور دوسرا ٹائیٹس شاہ روم کے ہاتھ سے پورا ہوا۔ (دیکھو رکوع اول) ان دونوں وعدوں میں بنی اسرائیل کے اکٹھا کرنے کا ذکر نہیں بلکہ ان کے پراگندہ کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے برخلاف اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ دوسرے وعدے کے وقت بنی اسرائیل کو پھر ارض مقدس میں لایا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا وعدہ کوئی اور ہے اور اس دوسرے وعدے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دوسرے وعدے کے ساتھ کوئی پہلا وعدہ بھی ہے۔ اب ہم غور کرتے ہیں تو ان دو وعدوں کا ذکر قرآن کریم میں صرف اس طرح ملتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اور سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے ایک حصہ کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ اہل کتاب کے نقش پر چلیں گے۔ پس ان دونوں باتوں کو ملا کر ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کی طرح دو عذاب کے وعدے مسلمانوں کے لئے بھی کئے گئے ہیں۔ اور اس جگہ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے۔ اور بتایا یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا۔ کہ دوسری دفعہ ارض مقدس کچھ عرصہ کے لئے ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ پھر تم کو اس ملک

بقیہ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/ مارچ 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اداریہ

الہام الٰہی کی روشنی میں ’’حکم وعدل‘‘ کے فیصلے!

(2)

گزشتہ سے پیوستہ گفتگو میں ہم عرض کرر ہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کے متعلق بشارات دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ اپنے ظہور کے بعد مختلف اسلامی فرقوں کے تنازعات کے فیصلے قرآن وحدیث کے مطابق الہام الٰہی کی روشنی میں کرے گا اور اُسی کے فیصلے درست اور قابل عمل ہوں گے اور جو اس کے فیصلوں کے بعد خلاف ورزی کرتے ہوئے نافرمانی کریں گے وہ دنیا و آخرت میں خائب وخاسر اور ذلّت کا شکار ہوں گے۔

اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا امام مہدی و مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمادیا ہے اور گزشتہ گفتگو میں ہم نے آپ کی چند اصلاحات اور فیصلوں کا ذکر کیا تھا جن میں ایک یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان سے آمد سے متعلق آپ نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے غلط عقیدہ کی اصلاح فرمائی اور قرآن وحدیث کے دلائل سے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ الہام کی روشنی میں آپؑ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ:

’’مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولاً‘‘

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ کو چونکہ عیسائی خدا تسلیم کرتے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ کی موت کا عقیدہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کے ماننے میں اسلام کی زندگی ہے۔ عیسیٰؑ کی حیات کے عقیدہ کو مان کر نہ صرف عیسائی مذہب دنیا میں پھیلا ہے بلکہ عیسائیوں کی ہندوستان میں حکومت کے زمانہ میں لاکھوں مسلم نوجوان بلکہ مولوی حضرات بھی عیسائی ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک آخری وصیت کے طور پر فرمایا تھا:

’’اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تم کو پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کیلئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 402)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی اصلاح کے بعد اب اکثر علماء بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہو چکے ہیں اور خود آپس میں بھی حیات و وفات مسیح پر مناظرے کرر ہے ہیں اور لاکھوں ایسے ہیں جو حکم وعدل کے فیصلہ کو مان کر آپ کی بیعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور انکار کرنے والوں میں سے بعض اب ایسے بھی ہیں جو مایوس ہو کر امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ کو افسانہ قرار دے رہے ہیں اور قرآن وحدیث اور گزشتہ چودہ سو سال کے اُمت کے اُن بزرگان کے تواتر سے ہونے والے الہامات وکشوف کو ٹھکرا چکے ہیں۔ جنہوں نے تکرار کے ساتھ امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بلکہ اپنے الہامات کی روشنی میں بھی پیش کیا ہے۔

وہ نام نہاد مسلم دانشور جواب مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ کو افسانہ قرار دے رہے ہیں اس طرح وہ اپنے زعم میں اُس اعتراض سے بچنے کی بھی کوشش کرر ہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی قرار دے کر کیسے آپ کے بعد حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جا سکتا ہے۔ پس جب اعتراض کا جواب نہ بن سکا تو پیشگوئی سے ہی منحرف ہو گئے۔ اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس پیشگوئی سے منحرف ہو کر وہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں کیونکہ مسیح موعود کی آمد کی صرف ایک پیشگوئی ہی نہیں بلکہ اس کی تہہ میں آنحضرت ﷺ کی کئی پیشگوئیاں مضمر ہیں۔ جواب بڑی شان سے پوری ہو چکی ہیں۔

اسی طرح گزشتہ گفتگو میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب سچا امام مہدی آجائے گا تو اس کی آمد کے بعد مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اب جبکہ مَیں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں خدا کے حکم کے مطابق امام مہدی و مسیح موعود ہوں تو اب ؎

یہ حکم سُن کر جو لڑائی کو جائے گا　　　وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا
(تحفہ گولڑویہ)

آپ نے فرمایا تھا کہ اب میری آمد کے بعد دینی جنگوں کا ’’اذن‘‘ ختم ہو چکا ہے اس لئے اب دین کے نام پر جنگ کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے 1900ء میں دینی جہاد کے خلاف فتویٰ دیا تھا اور گزشتہ سوا سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب جب بھی مسلمانوں نے دین کے نام پر تلوار کا جہاد کیا ہے غیروں کے مقابل پر تو انہوں نے کبھی فتح حاصل نہیں کی البتہ آپس میں ایک دوسرے کے گلے ضرور کاٹے ہیں۔ ’’اللہ اکبر‘‘ کے نعرے لگا کر ایک گروہ خود کو ’’مجاہد‘‘ اور دوسرے کو ’’دہشت گرد‘‘ قرار دیتا ہے۔ اسی طرح مدمقابل بھی خود کو ’’مجاہد‘‘ اور دوسرے کو ’’دہشت گرد‘‘ اور اسلام دشمن قرار دیتا ہے۔ یہ ہے وہ عذاب جو سچے امام مہدی کا انکار کر کے اُس سے دشمنی کر کے اور اس کے حکموں کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

آج کی اس گفتگو میں اسی حوالہ سے بعض اور اُمور کا تذکرہ بھی کیا جائے گا۔ مسلم علماء میں ایک یہ غلطی بھی پیدا ہو چکی تھی کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ مسلمانوں کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ باقی مذاہب کے لوگوں کو اسلام میں داخل

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید کی روشنی میں اسرائیلی مسئلہ کا حل

(از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ)

فرمایا ایک پیشگوئی بنی اسرائیل کے متعلق ہے:

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ○

(بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ:105)

یعنی جب آخرت کا وعدہ آئے گا اس وقت ہم تمہیں ساری دنیا سے سمیٹ کر اکٹھا کر دیں گے۔ اب یہ جو دور ہے یہ آخرین کا دور اور قرآن کریم کی سورت جو آخرین کی ہے وہ اس دور کی طرف اشارہ کرتی ہے مگر اَلْاٰخِرَۃ لفظ جو ہے اس کا مطلب آخر نہیں ہے بلکہ ایک فرق ہے اس کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دور آخرین سے مراد ہے دوسرا دور اور آخرت کہتے ہیں بعد میں آنے والا۔ بعد کے آنے والے زمانے میں جو عجیب باتیں رونما ہونے والی ہیں ان کی پیشگوئیاں کچھ سائنسی ہیں کچھ مذہبی نوعیت کی ہیں۔ کچھ سیاسی نوعیت کی ہیں وہ سب قرآن کریم میں موجود ہیں۔ یہ جو پیشگوئی ہے یہ مذہبی نوعیت کی پیشگوئی ہے جس میں یہود کے متعلق فرمایا گیا کہ ہم تمہیں تمام دنیا سے اکٹھا کر کے ارض مقدس میں لے آئیں گے۔ اب یہ جو واقعہ ہے اس میں لوگ کہتے ہیں کہ یہود کی چالاکی ان کی سازشیں وہ ذریعہ بنے ہیں جس طرح سائنسدان ذریعہ بنتے ہیں مگر یہ مقدر تھا قرآن مجید بتا رہا ہے یہ ناممکن تھا کہ اس کو بدل سکتے۔ اب مسلمان علماء کو چاہئے تھا کہ اس آیت کا مطالعہ کر کے ایسی کوششیں نہ کرتے جو تقدیر کو بدلنے کی کوشش ہو۔ اس سے ان کو نقصان پہنچنا تھا اور ہر دفعہ جب خدا کی تقدیر سے ٹکرائے ہیں ان کو نقصان پہنچا ہے۔ اس تقدیر کو سمجھ کر وہ کوششیں کرنی چاہئے تھیں جن کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے کہ وہ کوششیں ضرور کامیاب ہونی تھیں۔ ان کی طرف توجہ نہیں کی تو میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہتے کہ خدا کی تقدیر نے ظاہر ہونا ہے۔ مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ ایسی مبرم تقدیر تھی جس کے متعلق کوئی تبدیلی ممکن نہیں تھی لیکن اس کے بعد ایک اور بھی تقدیر مقدر ہے اس کی طرف اگر توجہ کرتے تو کم سے کم نقصان پر اسرائیل میں جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا والی پیشگوئی پوری بھی ہو جاتی اور آخری فیض مسلمان پاتے اور آخری فتح مسلمانوں کو ہوتی ہے وہ ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ میں کتنا کھول کر خدا نے یہ پیغام سمجھایا تھا کہ اگر تم اس زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو عبادی الصالحون بننا پڑے گا۔ خدا کے پاک نیک بندے بنو گے تو یہ زمین ملے گی ورنہ نہیں ملے گی جو مرضی زور لگا لو اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ اس میں ایک بہت بڑا پیغام ہے۔ وہ خدا کے بندے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہیں عابدین کہلاتے ہیں ان کے لئے اس میں ایک بہت بڑا پیغام ہے۔ ایک عظیم پیغام ہے۔ فرمایا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ اس کو سمجھیں گے تو فائدہ اُٹھائیں گے نہیں سمجھیں گے تو ٹکریں مارتے رہیں گے کچھ بھی نہیں بنے گا۔

اب تک تو نہ سمجھنے والا دور چل رہا ہے۔ پس یہ جو درس سُن رہے ہیں عرب بھی اور باقی دنیا کے لوگ بھی ان کو مَیں سمجھاتا ہوں کہ اس پیغام کو سمجھیں یہ بلاغ ہے۔ بہت بڑا عظیم الشان پیغام ہے۔ اس کے تابع اپنی روزمرّہ کی زندگی کو صالح بنائیں اور یہ صالح بننے کا جو مضمون ہے اس کا حکومت کے تختے اُلٹنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حکومت کے اسلام کے نام پر تختے اُلٹنے کی کوششیں یہ اسلام کو یا اسلامی دنیا کو مزید کمزور کریں گی۔ کبھی بھی اس کا فائدہ نہ ماضی میں ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے یہ ظلم نہ کریں اپنی جان پر۔ ایک خودکشی کے بعد یہ دوسری خودکشی ہو رہی ہے۔ پہلے خدا کی تقدیر سے غلط طریق پر ٹکرانے کی کوشش کی گئی اور اس سے نقصان ہوا۔ جتنا تھوڑا ملنا تھا اس کو بہت بڑھا دیا گیا اور وہ اسرائیل جو اسرائیلوں کی کوشش سے ان کو ملنا تھا وہ تو چھوٹا سا تھا۔ جو اسرائیل ان کو مسلمانوں کے لیڈروں کی ناسمجھی کے نتیجے میں اور ان کی غلطیوں کے نتیجے میں ملا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ میں نے گلف کرائسس میں حساب کر کے بتایا تھا بیس پچیس گنا بن جاتا ہے۔ یہ آیت الانبیا کی 106-107 ان کے زیر نظر نہیں رہی اس میں اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے زبور میں داؤد کو جس کے نام پر صیہونی تحریک چلی ہے زائن ہِل کا حضرت داؤد سے تعلق ہے تو Zionest movement کے نتیجہ میں اسرائیل نے جو لیا تھا اگر تم چاہتے ہو کہ اسے حاصل کرو تو زبور پڑھ کر دیکھ لو وہاں ہم نے کہا تھا کہ بالآخر یہ زمین میرے عبادت گزار نیک بندوں کو ملے گی۔ اس پیغام کو بھول گئے حالانکہ تنبیہ بھی تھی کہ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ۔ قرآن کریم ہر موضوع پر پیشگوئیاں ایسی واضح فرماتا ہے جو کھیل تماشے نہیں ہیں۔ جو جادوگری سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں لیکن ایسا جادو ہے جیسا دنیا میں کبھی دکھایا نہیں گیا۔ یعنی کھُل کے پورے اُفق کو گھیر لیتا ہے۔ جس طرح سورج چڑھتا ہے اسی طرح قرآن کریم کی پیشگوئیاں جب سچّی نکلتی ہیں ثابت ہوتی ہیں تو سورج کی طرح چڑھ جاتی ہیں۔

⁂

خطبہ جمعہ

ہمارا کام تو یہی ہے کہ خاص طور پر مسلمان دنیا اور معصوموں کے لیے دعا کریں۔ رمضان کے مہینے میں خاص طور پر صرف اپنی ذاتی دعاؤں کی طرف توجہ نہ دیں بلکہ اُمّتِ مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے کہ دنیا میں اور خاص طور پر مسلم دنیا میں امن قائم ہو سکے۔ مسلمان مسلمان کی گردن کاٹنے والا نہ ہو۔ یہ لوگ جو آپس میں لڑ کر غلط طریقے سے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں اس عمل سے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن رہے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف اس جہان میں نقصان اٹھانے والے ہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔
اس لیے اس بات کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہمیں خاص طور پر دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں دعاؤں کی توفیق بھی عطا فرمائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام لائے اس کا مقصد خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانا، اس کی عبادت کرنا، اس کی توحید کا قیام اور اس کے لیے کوشش کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنا ہے اور پھر ایک اُمّتِ واحدہ بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا ہے۔ لیکن آج اس دعوے کے باوجود کہ ہم کلمہ گو ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتے ہیں ہمارے اندر پھاڑ ہے اور اکائی نہیں۔ ہمارے اعمال وہ نہیں ہیں جس تعلیم کا ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ نتیجۃً اگر ہم مسلم دنیا کی موجودہ حالت پر غور کریں تو وہ انتہائی قابل فکر ہے

مسلمان حکومتوں، سیاست دانوں اور بادشاہتوں کو چاہیے کہ صرف وہ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی بجائے یہ کوشش کریں کہ ہم نے بحیثیت ملّتِ اسلامیہ ایک ہونا ہے اور اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ جب ایسا ہوگا تبھی ہم دنیا کے حملوں سے بچ سکیں گے۔ تبھی اپنا وقار قائم کر سکیں گے اور تبھی اسلام مخالف طاقتوں کو اپنے اندر پھاڑ ڈالنے سے روک سکیں گے۔ اس کے لیے ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کیا انتظام فرمایا ہے۔ وہ کون سا الٰہی انتظام ہے جس پر اگر ہم عمل کریں یا اس کو مانیں تو ہم ان باتوں سے بچ سکتے ہیں اور ایک ملّتِ واحدہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ انتظام یہ ہے کہ اس نے مسیح موعود کو بھیجا تا کہ وہ ایک اُمّتِ واحدہ بنائے

احمدی ہونے کی حیثیت سے ہماری تو یہی کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّت کو ایک کرے اور انہیں ان فسادوں اور مظالم سے بچائے جن میں وہ آج کل پس رہے ہیں

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ دجالی طاقتیں ہم مسلمانوں کو کبھی امن اور سکون سے رہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ان کا اصل ایجنڈا ہی یہی ہے کہ مسلم دنیا میں ہمیشہ فساد پیدا کیا جاتا رہے۔
دجالی طاقتیں ہمیشہ یہ دھوکا دیتی رہی ہیں کہ عرب ممالک میں جہاں تیل کی دولت یا دوسرے وسائل ہیں ہم امن کے قیام کے لیے تم سے معاہدہ کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے اندرونی منصوبے کچھ اَور تھے جو آج کھل کر سامنے آ چکے ہیں

ہمارا کام یہ ہے کہ آج دعاؤں کے ذریعے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور مسلم دنیا کے لیے خاص دعا کریں۔ اس کی اس وقت بہت ضرورت ہے

ہمیں دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مسلم دنیا کو اس بدامنی اور فساد سے بچائے اور محفوظ رکھے اور مسلمان دنیا اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پُرامن ہو جائیں اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔
یہی ان کی اسلامی تعلیم ہے نہ یہ کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے ہوں

ہمارا یہی کام ہے اور ہم ایک عرصے سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنوں اور غیروں دونوں کو ظلم سے روکنے کے لیے آگاہی دینی ہے، ان کو ہوشیار کرنا ہے کیونکہ یہ ظلم اب جس طرح روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس سے لگ رہا ہے کہ وسیع پیمانے پر جنگ عظیم ہونی ہے بلکہ بعض مغربی تبصرہ نگاروں کے نزدیک تو عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ مَیں بھی یہی کہتا ہوں کہ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اگر اب بھی مسلمان دنیا عقل سے کام لے، ہوش کرے، ایک ہو جائے اور آپس میں سر جوڑ لے تو وہ اب بھی دجال کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے

مَیں ایک عرصے سے لوگوں کو توجہ دلاتا رہا ہوں۔ وہی لوگ جو اس وقت میری باتیں سن کے کہا کرتے تھے کہ تم دنیا کے بارے میں بہت مایوس کن باتیں کرتے ہو، منفی قسم کا تصوّر رکھتے ہو کہ دنیا خطرناک جنگ میں شامل ہو جائے گی آج وہی لوگ خود کہنے لگ گئے ہیں کہ چند سال پہلے جس چیز کو ہم ناممکن سمجھتے تھے اب وہی چیز ممکن بن گئی ہے اور جنگیں شروع ہو چکی ہیں

ایسے حالات میں مسلمان دنیا کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ لیکن ہم احمدی باوجود درد رکھنے کے مجبور ہیں ہم کچھ کر نہیں سکتے سوائے اس کے کہ انہیں ہوشیار کریں، ان کے لیے دعا کریں اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں کہ جو ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ مسلمان حکومتیں اب بھی سمجھ جائیں اور صرف اپنے ملکی مفادات کو نہیں بلکہ مسلم امّہ کے مفادات کو سامنے رکھیں اور کسی بھی قسم کی غدّاری کی مرتکب نہ ہوں۔ تو اب بھی ایک حد تک بچت ہو سکتی ہے

اسلام توحید کے قیام کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ بڑی طاقتوں کو اپنا خدا نہ سمجھیں کیونکہ ہمیشہ رہنے والی طاقت صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ اگر ان بڑی طاقتوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا تو پھر یہ لوگ ایک ایک کر کے تمام اسلامی دنیا پر قبضہ کر لیں گے اور یہ جو ظاہری حکومتیں ہیں یہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ پس اب بھی وقت ہے، ہوش کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں

اگر مسلمانوں میں اختلاف ہو بھی جائے جیسا کہ ایران اور بعض عرب ممالک کے درمیان کہا جاتا ہے کہ اختلاف ہے یا دوسرے مسلم ممالک میں اختلاف ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا آپس میں اصل تعلق اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے اس اسلامی اخوّت کو توڑنے کی وجہ نہیں بننے چاہئیں اور اس بات پر مسلمان ممالک کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے ورنہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اسلام مخالف طاقتیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی

مشرق وسطیٰ میں حالیہ جنگی صورت حال کے تناظر میں امّت مسلمہ کو زرّیں نصائح نیز دعاؤں کی تحریک

محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ،

مکرم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب آف ہالینڈ اور مکرمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب سابق صدر جماعت اور امام مسجد چک 275 کرتارپور کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06/مارچ2026ء بمطابق 06/امان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام لائے اس کا مقصد خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانا، اس کی عبادت کرنا، اس کی توحید کا قیام اور اس کے لیے کوشش کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنا ہے اور پھر ایک اُمّتِ واحدہ بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا ہے۔ لیکن آج اس دعوے کے باوجود کہ ہم کلمہ گو ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتے ہیں ہمارے اندر پھاڑ ہے اور اکائی نہیں۔ ہمارے اعمال وہ نہیں ہیں جس تعلیم کا ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ نتیجۃً اگر ہم مسلم دنیا کی موجودہ حالت پر غور کریں تو وہ انتہائی قابل فکر ہے۔

اگرچہ بعض اسلامی ممالک کے پاس قدرتی وسائل اور دولت بھی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کی طاقتوں کے سامنے نہ ان کا کوئی خاص مقام ہے اور نہ دین کی ترقی کے لیے ان کا کوئی خاص کردار ہے اور نہ ہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے وہ کوشش نظر آتی ہے جو ہونی چاہیے۔ اس کا نتیجہ بالکل ظاہر ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ پھر غیر اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

پس مسلمان حکومتوں، سیاست دانوں اور بادشاہتوں کو چاہیے کہ صرف وہ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی بجائے یہ کوشش کریں کہ ہم نے بحیثیت ملّتِ اسلامیہ ایک ہونا ہے اور اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ جب ایسا ہوگا تبھی ہم دنیا کے حملوں سے بچ سکیں گے۔ تبھی اپنا وقار قائم کرسکیں گے اور تبھی اسلام مخالف طاقتوں کو اپنے اندر پھاڑ ڈالنے سے روک سکیں گے۔ اس کے لیے ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کیا انتظام فرمایا ہے۔ وہ کون سا الٰہی انتظام ہے جس پر اگر ہم عمل کریں یا اس کو مانیں تو ہم ان باتوں سے بچ سکتے ہیں اور ایک ملّتِ واحدہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ انتظام یہ ہے کہ اس نے مسیح موعود کو بھیجا تا کہ وہ ایک اُمّتِ واحدہ بنائے۔

پس ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے۔ جب ہم اس بارے میں سوچیں گے۔ اسلامی دنیا کے یہ مسلمان ممالک اس بات پہ سوچیں گے تبھی اپنے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور فسادوں سے بچ سکیں گے۔ بہرحال احمدی ہونے کی حیثیت سے ہماری تو یہی کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّت کو ایک کرے اور انہیں ان فسادوں اور مظالم سے بچائے جن میں وہ آج کل پِس رہے ہیں۔

دنیا کے حالات کے بارے میں ایک عرصے سے میں کہہ رہا ہوں۔ پہلے تو یہ خیال تھا کہ شاید صرف یورپ اور دیگر مغربی ممالک ان حالات کی وجہ بنیں گے لیکن وہ تو اس کی وجہ بن ہی رہے ہیں لیکن خود اسلامی ممالک بھی اس کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے ان مغربی طاقتوں نے ہی پہلے اسلامی ممالک میں فساد پیدا کروایا اور پھر آہستہ آہستہ اس فساد کو ہوا دیتے ہوئے اسے ایک سے دوسرے ملک تک پھیلاتے چلے گئے۔ اس کے پیچھے ان کے کیا منصوبے ہیں؟ یہ بالکل ظاہر ہے کہ وہ اپنی طاقت کے ذریعے سے ان ممالک کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور انہیں اپنے زیر استعمال لانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ بعض عرب ممالک کے پاس دولت بھی ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا لیکن اس کے باوجود یہ مغربی طاقتیں انہیں اپنا زیرنگیں بنائے ہوئے ہیں۔ بہرحال مَیں جو باتیں ایک عرصے سے کرتا آ رہا ہوں ان لوگوں کے سامنے، غیروں کے سامنے اور اپنوں کے سامنے بھی آج ان کے نتائج ہم بہت کھل کر دیکھ رہے ہیں۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ دجالی طاقتیں ہم مسلمانوں کو کبھی امن اور سکون سے رہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ان کا اصل ایجنڈا ہی یہی ہے کہ مسلم دنیا میں ہمیشہ فساد پیدا کیا جاتا رہے۔ دجالی طاقتیں ہمیشہ یہ دھوکا دیتی رہی ہیں کہ عرب ممالک میں جہاں تیل کی دولت یا دوسرے وسائل ہیں ہم امن کے قیام کے لیے تم سے معاہدہ کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے اندرونی منصوبے کچھ اَور تھے جو آج کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔

پس ہمارا کام یہ ہے کہ آج دعاؤں کے ذریعے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور مسلم دنیا کے لیے خاص دعا کریں۔ اس کی اس وقت بہت ضرورت ہے۔

آج کل کی یہ جنگ جو مڈل ایسٹ میں ہو رہی ہے، کا جائزہ لینے سے ہم دیکھتے ہیں اور یہ بات بڑی واضح ہوتی ہے کہ امریکہ نے بہت سارے مسلم ممالک میں اپنے فوجی اڈّے قائم کیے ہوئے ہیں لیکن کس لیے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا ان ممالک کی حفاظت کے لیے؟ آخر ان عرب ممالک کو خطرہ کس سے تھا؟ ان طاقتوں نے خود ہی خطرات پیدا کیے اور پھر یہ تصوّر قائم کیا کہ تم لوگوں کو خطرہ ہے اس لیے تمہاری حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ان اڈّوں کو قائم کیا جائے۔ اور جس سے مسلمانوں کو خطرہ تھا اس کے خلاف تو ہوسکتا ہے کہ یہ کبھی اپنی طاقت یا ہتھیار استعمال بھی نہیں کریں گے۔ یا پھر ان کی طرف سے مسلمانوں کو اس بات پر قائل کیا گیا کہ ہمیں اڈّے فراہم کرو، ہم تمہارے مفادات اور تجارت کو فائدہ دیں گے۔ حالانکہ ان کا اصل مقصد اس ریجن میں اور اس علاقے میں یہ تھا کہ جو ان کی اپنی مخالف طاقتیں ہیں ان کے مقابلے میں مضبوط بنیادوں پر اپنی موجودگی کو قائم رکھا جائے۔ اگر عرب ممالک کو کوئی خطرہ تھا بھی تو وہ ان طاقتوں کا اپنا ہی پیدا کردہ تھا ورنہ تو ان کے آپس میں کوئی ایسے خطرے کی بات نہیں تھی۔ بہرحال انہوں نے یہ اڈّے اس لیے قائم کیے تا کہ ریجن میں ان کی برتری قائم رہے۔ غیر اسلامی دنیا پر بھی اور اسلامی دنیا پر بھی اپنی برتری قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایران تو ہمیشہ سے ان لوگوں کو کھٹکتا رہتا تھا اور عقائد کے اختلاف کی وجہ سے بعض مسلمان ممالک بھی ان کے مخالف تھے جس کا ان طاقتوں نے پھر فائدہ اٹھایا۔ چونکہ اسرائیل کے خلاف ایران کی پالیسی زیادہ سخت تھی اس لیے انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ عرب ممالک کو کسی طرح رام کرکے وہاں اڈّے قائم کیے جائیں تا کہ اسرائیل کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے اور ایران کو خوفزدہ کرنے کے لیے اپنی موجودگی قائم رکھی جائے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے اور ہم اس کا نتیجہ دیکھ بھی چکے ہیں کہ ان اڈّوں کی وجہ سے عرب ممالک پر بھی حملے کے امکانات تھے جو بالآخر ہوئے اور ان کی معیشت بھی تباہ ہوئی۔ جہاں تیل کی دولت ہے یا tourism ہے ان پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں اور پڑے۔ اس صورتحال کا فائدہ بھی انہی طاقتوں کو ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوگا کیونکہ جب جنگ ہوتی ہے اور معیشت متاثر ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف فریق بھی جوابی حملہ کرتا ہے اور دوسروں کے اڈّوں کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ ان کی ایران کے ساتھ جنگ تھی اس لیے ایران نے بھی وہی کیا جو آج ہمیں نظر آ رہا ہے کہ اس نے عرب ممالک میں موجود امریکی اڈّوں کو نشانہ بنایا اور انہیں تباہ کیا یا نقصان پہنچایا۔ ایک عرب جرنلسٹ نے کل ہی لکھا ہے کہ عربوں کو محتاط رہنا چاہیے کیونکہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ سب حملہ ایران کر رہا ہے، یہ ایران نہیں کر رہا بلکہ امریکہ اور اسرائیل خود بھی کرسکتے ہیں۔ اگر پہلے ایران نے کیے بھی ہیں تو اب ان سے فائدہ اٹھا کے وہ کریں گے اور بعض حملوں کی ایران نے تردید بھی کی ہے۔ اور اس نے یہاں تک بھی لکھ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں امریکہ اور اسرائیل اس جنگ سے نکل جائیں اور یہ مسلم دنیا آپس میں لڑتی رہے جو وہ چاہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ○

(البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالبِ دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عراق کی جنگ کے دوران بھی یہ تنبیہ فرمائی تھی کہ اب یہ فساد دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا۔ (ماخوذ از خلیج کا بحران صفحہ 29، 76)

کاش کہ مسلمان دنیا اس بات کو سمجھے۔

اب جائزہ لے لیں کہ عراق کی جنگ کے ساتھ ہی دوسرے مسلمان ممالک میں بھی بدامنی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں فساد پیدا کیا گیا ہے اور اس کے بعد سے دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی مسلسل بدامنی پیدا ہو رہی ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں بعض مسلمان ملک ہی ایک دوسرے کے خلاف لڑ بھی رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بدامنی انہی مغربی طاقتوں کی پھیلائی ہوئی ہے اور بظاہر اس کے رکنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص تقدیر ہو اور اس کے لیے بھی بہرحال ان کو کوشش کرنی پڑے گی۔ اس کے لیے بہرحال ہمیں دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مسلم دنیا کو اس بدامنی اور فساد سے بچائے اور محفوظ رکھے اور مسلمان دنیا اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پُرامن ہو جائیں اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ یہی ان کی اسلامی تعلیم ہے نہ یہ کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے ہوں۔

پس ہمارا یہی کام ہے اور ہم ایک عرصے سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنوں اور غیروں دونوں کو ظلم سے روکنے کے لیے آگاہی دینی ہے، ان کو ہوشیار کرنا ہے کیونکہ یہ ظلم اب جس طرح روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس سے لگ رہا ہے کہ وسیع پیمانے پر جنگ عظیم ہونی ہے بلکہ بعض مغربی تبصرہ نگاروں کے نزدیک تو عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ مَیں بھی یہی کہتا ہوں کہ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اگر اب بھی مسلمان دنیا عقل سے کام لے، ہوش کرے، ایک ہو جائے اور آپس میں سر جوڑ لے تو وہ اب بھی دجال کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

دنیا کا جائزہ لے کر دیکھیں تو اس وقت خطرہ بہت بڑا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہر ایک کے اپنے مفادات ہیں اور جب انتہا درجے کی خودغرضی پیدا ہو جائے تو پھر انسان کچھ اَور نہیں سوچتا صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے۔

پس ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر دنیا میں فساد کم کرنا ہے تو یہ صرف اپنا حق لینے سے کم نہیں ہوگا بلکہ حق دینا بھی پڑے گا۔ اگر مسلمان دنیا اس بات کو سمجھ لے اور مغربی اور بڑی طاقتوں میں موجود اپنے ہمدردوں سے کہے کہ امن کے قیام کے لیے تمہیں بھی اپنے کچھ حقوق چھوڑنے پڑیں گے بلکہ حقوق کیا چھوڑنے پڑیں گے وہ تو خود دوسروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بتانا ہوگا کہ تمہیں بھی انصاف سے کام لینا ہوگا تب ہی ہم دنیا میں امن قائم کرسکتے ہیں۔ اس کے لیے جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں ایک عرصے سے لوگوں کو توجہ دلاتا رہا ہوں۔ وہی لوگ جو اس وقت میری باتیں سن کے کہا کرتے تھے کہ تم دنیا کے بارے میں بہت مایوس کن باتیں کرتے ہو، منفی قسم کا تصوّر رکھتے ہو کہ دنیا خطرناک جنگ میں شامل ہو جائے گی آج وہی لوگ خود کہنے لگ گئے ہیں کہ چند سال پہلے جس چیز کو ہم ناممکن سمجھتے تھے اب وہی چیز ممکن بن گئی ہے اور جنگیں شروع ہو چکی ہیں۔

ان کے اپنے تجزیہ نگار جو امریکہ اور یورپ میں بیٹھے ہیں اب یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ جنگ عظیم کی شروعات ہو چکی ہیں جیسا کہ پہلے میں نے کہا اور یہ بڑھتی چلی جائے گی اور جب تک یہ لوگ اپنے غلط قسم کے مفادات کے حصول کے لیے کوششیں کرتے رہیں گے اس خطرے میں کمی ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جب جنگ ہوتی ہے تو نقصان دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ اب مشرق وسطیٰ میں جو جنگ ہو رہی ہے کہنے کو تو یہ جنگ امریکہ نے ایران پر حملہ کر کے شروع کی ہے لیکن ایران نے واضح طور پر پہلے وارننگ دی تھی کہ اگر ہم پہ حملہ ہوا تو عرب ممالک میں امریکہ کے جو اڈّے ہیں جو انہوں نے کسی خاص مقصد کے لیے بنائے تھے اور اب وہ مقصد حاصل بھی کر رہے

ہیں ہم ان پر حملہ کریں گے۔ ایران نے واضح طور پر کہا تھا۔ پھر جب جنگ شروع ہوئی تو ایران پر بمباری ہوئی۔ ان کے شہروں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ معصوموں اور بچوں کو مارا گیا۔ ان کے روحانی لیڈر کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا۔ ان کے اکثر افراد خاندان کی زندگی کا خاتمہ کیا گیا۔ ان طاقتوں کا یہ خیال تھا اور یہ نعرے لگاتے تھے کہ ہم اس regime کو ختم کریں گے تو پھر ایرانیوں کو آزادی مل جائے گی۔ لیکن اس سے کیا اثر ہوا؟ جو کچھ تھوڑے بہت مخالف بھی تھے وہ بھی اب ان کے حق میں ہو گئے۔ اور اس لیڈر کو، خامنہ ای صاحب نام ہے جن کا ان کو تو شہادت کا مقام مل گیا۔ اور اس شہادت کے مقام کی وجہ سے قوم میں ان کی اَور عزّت بڑھ گئی۔

ان کے بچوں کو بھی مار دیا گیا، پورے خاندان کو مارا گیا۔ تو یہ ظلم جو ہوا اس سے regime change تو کیا ہونی تھی ان کی عزّت اور احترام اَور زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بہر حال ایران نے بھی ردّ عمل کے طور پر عرب ممالک میں ان اڈّوں پر حملہ کیا جو مغربی طاقتوں اور امریکہ کے اڈّے تھے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جیسے تیل کے کنویں وغیرہ ہیں جہاں امریکہ نے یہ دھمکی دینی شروع کر دی کہ ایران نے سعودی عرب کے فلاں تیل کے علاقے پر حملہ کیا تو ہم یوں کر دیں گے اور بعض جگہ کہا بھی کہ حملہ کر دیا ہے اس لیے ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ اس پر ایران نے واضح کہا کہ نہ ہم نے ایسی جگہوں پہ حملہ کیا ہے اور نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ یہ مسلمانوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرتیں پیدا کرنے کی ایک اَور چال ہے۔ لڑائی تو پہلے ہی ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کے صرف ان نفرتوں کو مزید ہوا دینے کی کوشش ہے اور جیسا کہ پہلے ایک جرنلسٹ کا میں نے بیان پڑھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ خود بھی نقصان پہنچائیں اور ایران کا نام لگا دیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے ایسے حالات میں مسلمان دنیا کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ لیکن ہم احمدی باوجود درد رکھنے کے مجبور ہیں ہم کچھ کر نہیں سکتے سوائے اس کے کہ انہیں ہوشیار کریں۔ ان کے لیے دعا کریں اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں کہ جو ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ مسلمان حکومتیں اب بھی سمجھ جائیں اور صرف اپنے ملکی مفادات کو نہیں بلکہ مسلم امّہ کے مفادات کو سامنے رکھیں اور کسی بھی قسم کی غدّاری کی مرتکب نہ ہوں۔ تو اب بھی ایک حد تک بچت ہوسکتی ہے۔

مشرق وسطیٰ کے جو عرب ممالک ہیں گو ان میں سے بعض کے پاس تیل کی دولت ہے لیکن نہ تو ان میں دفاعی صلاحیت ہے، نہ ہی ان کی صنعت ترقی کر رہی ہے۔ صرف تیل کی دولت یا بعض جگہوں پر tourism کے فروغ دینے سے اور اس کو develope کرنے سے ترقی نہیں ہوسکتی۔ ان کا مکمل انحصار مغربی دنیا اور مغربی طاقتوں پر ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ان کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی طاقتوں نے وہاں اپنے اڈّے بنائے ہیں۔ پھر جب ایران کے خلاف جنگ شروع ہوئی تو ایران نے بھی عرب ملکوں پر حملے شروع کر دیے۔ نہ عرب ملکوں پر حملے نہیں کیے بلکہ امریکی اڈّوں پر حملے کیے ہیں لیکن اب عربوں کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ تمہارے پہ حملہ کیا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ اب یہ جنگ ایک خوفناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ ایران کی طرف سے میزائل پھینکے جا رہے ہیں جنہیں intercept کرنے کے لیے امریکیوں نے اپنا ایک دفاعی نظام تو بنایا ہوا ہے لیکن تجزیہ نگار اب یہ لکھ رہے ہیں کہ اگر ایران پچاس ہزار ڈالر کا ایک میزائل پھینکتا ہے تو اسے تباہ کرنے پر آنے والا خرچہ جو ہے، جو میزائل اس کا توڑ کر رہے ہیں، وہ کئی ملین ڈالرز کا ہے۔ بعض تجزیہ نگار تو یہ لکھتے ہیں کہ معاشی لحاظ سے اس کا نقصان امریکہ کو ہو رہا ہے لیکن صرف یہ ایک خیال ہے۔ یہ طاقتیں پہلے ہی ہر چیز کا حساب رکھتی ہیں اور پورا جائزہ لیتی ہیں۔ انہوں نے یہ سب کچھ طے کیا ہوا ہے اور میرا خیال نہیں ہے کہ یہ طاقتیں کبھی یہ نقصان اپنے اوپر ڈالیں گی بلکہ وہ ان عرب ممالک سے ہی یہ رقم وصول کر رہی ہوں گی کہ ہم تمہارا دفاع کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ان کے تیل کے کنویں بند ہو رہے ہیں، مہنگائی بڑھ رہی ہے اور تیل کی پیداوار میں کمی آ رہی ہے تو دوسری طرف انہیں یہ نقصان بھی پورا کرنا پڑے گا جس سے ان کے ریزرو بہت کم ہو جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔ آخر کار عرب دنیا کی معیشت کو بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ گو کہ مغربی دنیا یا بڑی طاقتوں کو بھی نقصان ہوگا لیکن سب سے زیادہ نقصان عربوں کو پہنچے گا اور اس بات کو انہیں اب بھی سمجھنا چاہیے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ کے موجودہ صدر اپنی پرانی حکومتوں کی پالیسی کو ہی عملی شکل دے رہے ہیں۔ یہ صرف آج کی حکومت کی پالیسی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے ان کی یہی پالیسی رہی ہے کہ جہاں دل چاہے وہاں کے وسائل پر زبردستی قبضہ کر لو اور پھر کسی نہ کسی بہانے سے اس کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ یہ وجہ ہوئی یا وہ وجہ ہوئی بلکہ اب تو آج امریکہ کے جو موجودہ وائس پریذیڈنٹ ہیں اس نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر فلاں ملک ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو ہم زبردستی ان کے وسائل پر قبضہ کریں گے اور اسے اپنے ساتھ شامل کروائیں گے۔ جو ممالک جنگ میں شامل نہیں ہوتے ان پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں sanction لگائی جاتی ہیں۔

پچھلے دنوں سپین کے وزیر اعظم نے یہ جرأت دکھائی اور کہا کہ ہم اس جنگ میں حصہ دار نہیں بنیں گے اور نہ ہی اپنے اڈّے دیں گے تو اسے دھمکی دی گئی کہ امریکہ تمہارے ساتھ تجارتی تعلقات ختم کر دے گا۔ یوں دھونس جما کر اور غلط طریقوں سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر کے ممالک کو اور لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ شامل ہوں۔ اس صورتحال میں انصاف تو کہیں باقی نہیں رہا اور جب انصاف نہ رہے تو پھر تباہی آتی ہے اور ایسے خطرناک نتائج نکلتے ہیں جو اب پیدا ہو رہے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک نتائج اور بھیانک نتائج پیدا ہوں گے۔

گذشتہ دنوں یورپین پارلیمنٹ میں ان کی ایک ممبر پارلیمنٹ جو سپینش ہیں اور خاتون ہیں انہوں نے بڑا کھل کے وہاں بیان دیا کہ امریکہ کی کسی جنگ سے عورت کو آزادی نہیں ملی۔ کیونکہ عورت تھی تو انہوں نے عورت کا نکتہ اٹھایا۔ کہتی ہیں امریکیوں کا جو یہ دعویٰ ہے کہ ہم ایرانی عورتوں کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں تو یہ سب جھوٹ ہے اور کبھی اس سے ایرانی عورت کو آزادی نہیں ملے گی اور نہ کبھی امریکہ نے کسی عورت کی آزادی کے لیے جنگ لڑی ہے اور نہ اس کے ذریعہ ان کو آزادی دلانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ ان ملکوں میں گو امریکہ کی پہلے سے ہی ایک حد تک اجارہ داری تھی لیکن اب اس میں اسرائیل کو کھلے عام شامل کر کے اس اجارہ داری کو مضبوط تر کیا جا رہا ہے۔

عرب اور اسلامی ممالک یہ بات نہیں سمجھتے کہ زبردستی، دھونس، غلط طریقوں اور دجالی چالوں سے ہمیں ایک ایسی جگہ پھنسایا جا رہا ہے جہاں ہم اپنے ہی ایک مسلمان ملک سے جنگ کریں۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے ہی لڑایا جا رہا ہے۔

بہر حال اب روس اور چین بھی اپنا بلاک بنا رہے ہیں اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ بلاک جو اب بن رہے ہیں آئندہ بھی بنیں گے یا ان میں وسعت پیدا ہوگی اور مزید بنتے چلے جائیں گے اور مضبوط ہوں گے۔ اسلامی دنیا اب جنگ کا میدان بنی رہے گی کیونکہ ان کے پاس ایسے وسائل ہیں جن پر یہ لوگ قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ کاش! مسلمان اس بات کو سمجھیں اور عقل کریں۔

اب یہ یعنی امریکہ اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ ہم نے ایران پر اس لیے حملہ کیا کیونکہ اس کا فلاں ارادہ تھا اگر وہ ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا۔ ایٹم بم بنا لیتا یا فلاں ہو جاتا۔ یعنی صرف ایک تصوّر پیدا کر کے جنگ شروع کر دی کہ اگر یوں ہوتا تو یہ ہو جاتا۔ یہ تو سراسر زبردستی والی بات ہے۔ اب تو خود ان کے اپنے مغربی تجزیہ نگاروں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ایران کو تباہ کرنا یا اس سے جنگ کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ یہ سمجھ رہے تھے۔ ایران ایک بڑا وسیع اور پھیلا ہوا ملک ہے۔ ان کے پاس کچھ نہ کچھ طاقت ہے اور یہ جنگ لمبی بھی چل سکتی ہے گو کہ اس کا نقصان پوری دنیا کی معیشت پر ہوگا لیکن مسلمان دنیا پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوگا مگر پھر سب سے بڑی اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اس میں مسلمان ہی مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ سینکڑوں بچے مار دیے، سینکڑوں معصوم مار دیے۔ اگر مغربی ممالک کی طرف دیکھیں تو وہاں کے کالم نگار یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ اگر اسرائیل یا امریکہ میں یا کسی بھی مغربی ملک میں حملہ ہو اور ہمارے چند بچے مارے جائیں تو اخبارات میں کالم پر کالم لکھے جاتے ہیں اور کئی کئی دن لکھتے چلے جائیں گے لیکن یہاں ایک سکول پر بمباری کر کے سینکڑوں بچے مار دیے مگر وہاں کوئی کچھ کہنے والا نہیں۔ پہلے فلسطین میں یہ حال کیا اور اب ایران میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسلمان کی جان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے کہ وہ عقل سے کام لیں۔ آپس میں مل بیٹھ کر مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔ جب وہ توحید کا دعویٰ کرنے والے ہیں تو انہیں توحید کے قیام کے لیے ایک ہونا چاہیے۔ یونہی الزام تراشیوں سے جھگڑے بنانے کی ضرورت کوئی نہیں ہے اور یہ کہہ دینا کہ فلاں کے عقائد کی وجہ سے جھگڑے بڑھ رہے ہیں، بعض دفعہ عقائد کی وجہ سے بھی جھگڑے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور یہ تو عام ہوتا ہے۔ جو مرضی چاہیں وہ کر لیں مسلمانوں میں آپس میں جو چپقلشیں ہیں وہ اس وجہ سے بھی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنے محتاط اور اتنے شفقت کرنے والے تھے کہ صحابہؓ نے بعض دفعہ آپؐ کے سامنے بیان کیا کہ فلاں شخص منافق ہے تو آپؐ نے فرمایا: جب تک وہ لا الہ الّا اللہ کہتا ہے مَیں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا اور تم بھی اسے منافق نہ کہو۔

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب المساجد فی البیوت حدیث:425)

پس ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے کرنا دراصل اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان دنیا کو اس کی بھی عقل دے۔ اب بھی وہ سمجھ جائیں۔ صرف عقائد کے اختلاف کی وجہ سے ایران کے خلاف نہ ہو جائیں۔

اسلام توحید کے قیام کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ بڑی طاقتوں کو اپنا خدا نہ سمجھیں کیونکہ ہمیشہ رہنے والی طاقت صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ اگر ان بڑی طاقتوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا تو پھر یہ لوگ ایک ایک کر کے تمام اسلامی دنیا پر قبضہ کر لیں گے اور یہ جو ظاہری حکومتیں ہیں یہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ پس اب بھی وقت ہے ہوش کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں۔

ان دنیاداروں نے دنیا کا امن و سکون اور خاص طور پر مسلم دنیا کا امن و سکون برباد کیا ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ۔

(الحجرات:10)

کہ اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں

ارشاد باری تعالیٰ
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡہُ ○
(البقرہ:283)
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو
طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان دونوں لڑنے والوں میں صلح کرادو اور انصاف کو مدنظر رکھو۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

پس یہ وہ نقشہ ہے، یہ وہ نکتہ ہے جو گو کہ دنیا کے امن کے لیے بھی بہت ضروری ہے لیکن مسلمان دنیا کو تو خاص طور پر اس پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے لیے یہ واضح ہدایت فرمائی ہے۔

پس عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کریں اور اسلامی ممالک کی جو تنظیم ہے وہ بھی اس میں اپنا کردار ادا کرے۔ یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ صلح کرواتے وقت اپنے ذاتی مفادات سامنے نہیں رکھنے بلکہ اصل مسئلے کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں اور وجوہات تو وہی ہیں جو ہمیں صاف نظر آ رہی ہیں کہ دجالی طاقتیں ہمیں لڑانا چاہتی ہیں۔ اقوام متحدہ یو این وغیرہ جو بنی ہیں انہوں نے بھی کوئی مثبت کردار ادا نہیں کیا بلکہ اب تو خود یہ لوگ اس کے خلاف بولنے لگ گئے ہیں۔ پس اگر ہم ذاتی مفادات سے بالا ہو کر اپنے ملکی مفادات سے بالا ہو کر یہ کام کریں گے تو تب ہی ہم بچ سکتے ہیں ورنہ ہم ان دجالی طاقتوں کی گود میں چلے جائیں گے۔ پس سب مسلم ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس آیت کے آگے فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔ (الحجرات:11) کہ مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے۔ پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کروا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر مسلمانوں میں اختلاف ہو بھی جائے جیسا کہ ایران اور بعض عرب ممالک کے درمیان کہا جاتا ہے کہ اختلاف ہے یا دوسرے مسلم ممالک میں اختلاف ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا آپس میں اصل تعلق اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے اس اسلامی اخوّت کو توڑنے کی وجہ نہیں بننے چاہئیں اور اس بات پر مسلمان ممالک کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے ورنہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اسلام مخالف طاقتیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔

پس عرب ممالک کو چاہیے اور ایران کی حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ صلح کا حل نکالیں۔ چین اور بعض دوسرے ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے انہوں نے صلح کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی پیشکش کی ہے۔ کاش! کہ مسلم دنیا اس بات کو سمجھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔ بہرحال ہمارا کام تو یہی ہے کہ خاص طور پر مسلمان دنیا اور معصوموں کے لیے دعا کریں۔ رمضان کے مہینے میں خاص طور پر صرف اپنی ذاتی دعاؤں کی طرف توجہ نہ دیں بلکہ اُمّتِ مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے کہ دنیا میں اور خاص طور پر مسلم دنیا میں امن قائم ہو سکے۔ مسلمان مسلمان کی گردن کاٹنے والا نہ ہو۔ یہ لوگ جو آپس میں لڑ کر غلط طریقے سے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں اس عمل سے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن رہے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف اس جہان میں نقصان اٹھانے والے ہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ اس لیے اس بات کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہمیں خاص طور پر دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں دعاؤں کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

آج کچھ جنازہ غائب بھی مَیں پڑھاؤں گا۔

کچھ مرحومین کا میں ذکر کرتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور ناصر محمد سیال صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ جو یہاں مبلغ بھی رہے ہیں ان کی بہو تھیں۔ تقریباً انانوے (89) سال کی عمر میں پچھلے دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ یہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ ام طاہر کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور حضرت مصلح موعودؓ کے بچوں میں بھی سب سے چھوٹی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1955ء میں پڑھایا تھا اور حضورؓ کیونکہ بیمار تھے، بستر پر لیٹے ہوئے ہی آپؓ نے نکاح کا خطبہ دیا اور دعا کروائی اور چند گھر کے لوگ بیچ میں شامل تھے۔ لیکن لکھنے والے نے لکھا ہے کہ اس تقریب کے دوران اوّل سے آخر تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر ایک خاص کیفیت طاری رہی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ نے ہی 1956ء میں ان کی شادی کی اور دعا سے ان کو رخصت کیا۔ ان کے چار بچے ہیں۔ ایک بیٹا ظاہر مصطفیٰ جوان کا پہلا بیٹا ہے، جو انہوں نے اپنی ہمشیرہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کو دے دیا تھا جنہوں نے بچپن سے ہی اس کو پالا ہے۔ بیٹی ہے یاسمین ملک۔ یہ بھی کینیڈا میں ہے۔ سعدیہ احمد، یہ یہاں یو کے میں رہتی ہیں۔ صوفیہ احمد یہ ربوہ میں ہیں۔ ناظر خدمت درویشاں مرزا اصمد احمد کی اہلیہ ہیں۔ مکرم ناصر محمد سیال صاحب وقف زندگی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ شروع کیا تو اس میں ان کو ریسرچ کے لیے لگایا۔ اس کے بعد جب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بند ہو گیا تو پھر جماعت نے ان کو اجازت دے دی کہ اپنا کام کریں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے

کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ان کی بیٹی صوفیہ لکھتی ہیں کہ غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ اَور لوگوں نے بھی مجھے لکھا ہے کہ ہمارا خیال رکھنے والی اور ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والی تھیں۔ ان کے بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ان کے بعض واقعات بھی ہیں، بعض خوابیں ہیں حضرت مصلح موعودؓ کی جن میں ان کا ذکر ہے۔ اس لحاظ سے ان کے ذکر کے ساتھ ہی کچھ پرانی تاریخ بھی آ جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اصول پرستی اور جماعتی کارکن کی عزّت کا آپ کو کتنا خیال ہے اس کا ایک گھریلو واقعہ انہوں نے خود بیان کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی جوتی باہر پڑی ہوتی تھی جو وہ صاف کر دیتے تھے۔ تو انہوں نے اپنی جوتی بھی وہاں رکھ دی۔ حضرت مصلح موعودؓ جوتی اٹھا کے لے آئے۔ اور کہا یہ کس کی جوتی ہے؟ خیر غصے میں تھے تو کوئی بولا نہیں۔ خیر آخر میں انہوں نے کہا اچھا بتاؤ کس کی ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ تو انہوں نے حالانکہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کی بڑی لاڈلی تھیں کہا کہ میری۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کہا آئندہ سے تم اگر خود نہیں پالش کر سکتی تو مجھے دے دیا کرو مگر جماعتی کارکن سے پالش نہیں کروانی۔ بہرحال صدقہ خیرات دینے والی تھیں اور غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ کہتی ہیں میں نے پرانے کھاتے ان کے کتابوں میں سے نکالے تو بہت سارے اخراجات غریبوں کی مدد کے لیے اس حساب میں لکھے ہوئے تھے جو باقاعدہ دیتی تھیں۔

جب یہ سات سال کی تھیں تو ان کی والدہ ام طاہر حضرت مریم صاحبہؓ فوت ہو گئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ ”مرحومہ کو لے کر ہم شیخ بشیر احمد صاحب کے گھر پہنچے تو چھوٹی لڑکی امۃ الجمیل جوان کی اور میری بہت لاڈلی تھی اور کل سات برس کی عمر کی ہے، اسے میں نے دیکھا کہ ہائے امی! ہائے امی! کہہ کر چیخیں مار کر رو رہی ہے۔ میں اس بچی کے پاس گیا اور اسے کہا جمی! (ہم اسے جمی کہتے ہیں)“ لاڈ سے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ ”امی اللہ میاں کے گھر گئی ہیں۔ وہاں ان کو زیادہ آرام ملے گا اور اللہ میاں کی یہی مرضی تھی کہ اب وہ وہاں چلی جائیں۔ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ تمہارے دادا جان فوت ہو گئے۔ کیا تمہاری امی ان سے بڑھ کر تھیں؟“ پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں: ”میرے خدا کا سایہ اس بچی سے ایک منٹ کے لیے بھی جدا نہ ہو۔ میرے اس فقرہ کے بعد اس نے ماں کے لیے آج تک کوئی چیخ نہیں ماری اور یہ فقرہ سنتے ہی بالکل خاموش ہو گئی بلکہ دوسرے دن جنازے کے وقت جب اس کی بڑی بہن ...... صدمہ سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی تو میری چھوٹی بیوی مریم صدیقہ کے پاس جا کر میری جمی ان سے کہنے لگی چھوٹی آپا! ......“ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کو بچے چھوٹی آپا کہتے تھے کہ ”باجی کتنی پاگل ہے۔ ابا جان کہتے ہیں امی کے مرنے میں اللہ کی مرضی تھی یہ پھر بھی روتی ہے۔“ پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ”اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! جس کی چھوٹی بچی نے تیری رضاء کے لیے اپنی ماں کی موت پر غم نہ کیا، کیا تُو اسے اگلے جہان میں ہر غم سے محفوظ نہ رکھے گا۔“ پھر آپؓ نے حضرت مریم صاحبہ، حضرت ام طاہر صاحبہ کے لیے دعا کی کہ ”اے میرے رحیم خدا! تجھ سے ایسی امید رکھنا تیرے بندوں کا حق ہے اور اس امید کا پورا کرنا تیرے شایانِ شان ہے۔“ (میری مریم، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 365-366)

بہرحال چندوں وغیرہ میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ حصہ جائیداد اپنا پورا حساب صاف کر کے پہلے سے رکھا ہوا تھا اور ہمسایوں کی وفات پر ان کے گھروں میں کھانا باقاعدہ بھجوایا کرتی تھیں اور ہمیشہ آنے جانے والوں کو کہتی تھیں، مجھے بھی انہوں نے کئی دفعہ کہا کہ دعا کرو کہ میرا انجام بخیر ہو۔

ان کی نواسی نصرت کہتی ہیں کہ نانی نماز کے وقت سے پہلے ہی تیاری کر کے بیٹھ جاتیں اور بڑی بے تابی سے وقت کا انتظار کر رہی ہوتیں اور لمبی لمبی دعائیں کرتیں بلکہ انہوں نے فہرست بنائی تھی جن لوگوں کے لیے دعا کرنی ہے۔ کہتی ہیں مَیں بچپن میں چھوٹی عمر میں تھی تو اپنی نانی کی لمبی اور روتی ہوئی دعائیں سن کر گھبرا جاتی تھی لیکن بہرحال ان لوگوں کے لیے بھی دعا کیا کرتی تھیں۔

حضرت ہادی علی صاحب نے لکھا ہے جیسا کہ میں نے کہا ان کے ساتھ بعض پرانی یادیں بھی وابستہ ہیں، واقعات بھی ہیں، حضرت مصلح موعودؓ کی بعض رؤیا بھی ہیں۔ بہرحال حضرت ہادی علی صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ کار پر سفر کر رہی تھی تو حضورؓ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کہتی ہیں مَیں نے دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ انگلیوں پر بار بار کچھ گن رہے ہیں تو آپ نے پوچھا ابا جان! آپ کیا گن رہے ہیں؟ تو حضورؓ نے بتایا کہ میں دنیا کے تمام ملکوں میں اپنے مبلغین کی تعداد کے اندازے کر رہا ہوں اور مجھے ساری دنیا میں کم از کم اتنے لاکھ مبلغین چاہئیں تبھی ہم دنیا کو حقیقی اسلام سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ تو یہ تڑپ تھی حضرت مصلح موعودؓ کی اور ان کی بعض روایتیں اس بارہ میں ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک رؤیا بھی ہے اور کیونکہ وہ ان کے حوالے سے ہے اس لیے بیان کرتا ہوں۔ جون 1948ء کا یہ رؤیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ جون میں مَیں ناصر آباد سندھ میں تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک مینار ہے بہت اونچا اور سفید، قادیان کے مینارے کی شکل کا، اس کی نچلی منزل کے اوپر کے چھجے پر دروازے کے پاس میری لڑکی امۃ الجمیل بیٹھی ہے اور بڑی بے تکلفی سے چھجے پر سے اس نے پیر لٹکائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں میری نظر مینارے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ مینارے کے سب سے اوپر کی منزل یعنی اس سے نچلی منزل کے دروازے میں

سے ایک بہت بڑا سانپ جو کئی گز لمبا اور ڈیڑھ فٹ موٹا ہے سبز رنگ کا ہے وہ سر نکال کے نچلی منزل کی طرف آ رہا ہے۔ اس سے اُترا اور اس طرح وہ نچلی منزل پہ آیا۔ مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ بیان تو کافی لمبا ہے اور حتّٰی کہ سب سے نچلی منزل سے اوپر کی منزل پر پہنچ گیا اور پھر اس نے نچلی منزل کی چھت کی طرف رخ کیا۔ اس وقت یہ خیال حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ امۃ الجمیل چھجے پر دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مڑ کر سانپ ان کو کاٹ لے۔ ساتھ ہی میں ڈرتا ہوں کہ اگر لڑکی ہلی تو گر جائے گی اسے چوٹ لگے گی۔ تب میں نے نہایت لجاجت سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی شروع کی۔ اس کا یہ فقرہ مجھے یاد ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِذْھَالِیْ وَلِلْجَمَاعَۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ وَلِغُرَبَائِھَا۔ کہ ہمارے اللہ! اس کو میری خاطر اور جماعت احمدیہ کی خاطر اور اس کے غرباء کی خاطر اس بلا سے نجات دے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں عربی میں غرباء کے معنی مسافروں کے ہوتے ہیں اور اردو میں غرباء کے معنی مسکینوں کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس جگہ اردو محاورہ استعمال کیا گیا ہے یا عربی محاورہ اور اس میں بعض مسافروں کی طرف بھی اشارہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں یہ دعا کرتا گیا اور میں نے دیکھا کہ امۃ الجمیل نے خود بخود خطرہ محسوس کر کے چھجے کی طرف سے سرکنا شروع کیا اور سرکتے سرکتے کئی گز وہ دروازے سے پرے ہٹ گئی اور اتنے میں سانپ اس دروازے سے اتر کر جمیل کی طرف متوجہ ہوا مگر پھر چونکہ وہ کچھ دور تھی اس لیے اس کا پیچھا نہیں کیا بلکہ زمین کی طرف اترنا شروع کیا۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ یہ رؤیا بظاہر بچی کے لیے نہایت مبارک ہے کہ اس میں دعا ہے۔ وہ میرے لیے ٹھنڈک کا موجب ہونے کے علاوہ جماعت اور غرباء کے لیے بھی مفید ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 416-417)(ماخوذ از الفضل جلد 2 نمبر 287، مورخہ 19، دسمبر 1948ء صفحہ 3)

اَور بھی حضرت مصلح موعودؓ کی بعض رؤیا ہیں جن میں ان کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ جس کا ذکر کرنا ہے وہ ہالینڈ کے ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب ہیں جو مکرم نظام الدین صاحب کے بیٹے تھے۔ گذشتہ دنوں اکانوے (91) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ڈاکٹر رشید صاحب کے والد نظام الدین صاحب صوبہ سرحد کے سابق امیر ڈاکٹر فتح دین صاحب (بحوالہ صوبہ خیبر پختونخواہ (سابقہ صوبہ سرحد) میں احمدیت کا نفوذ صفحہ 107) کے چھوٹے بھائی تھے اور ان کے ذریعے سے ہی ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک خطاب فرمایا اس وقت ڈاکٹر فتح دین صاحب سکول میں پڑھتے تھے۔ سکول کے اساتذہ نے طالب علموں کو سختی سے منع کیا تھا کہ کبھی بھی یہاں ان کی تقریر سننے نہ جانا۔ یہ جادوگر ہے اور تمہیں پھر قابو کر لے گا۔ ہمیشہ سے جو الزام نبیوں پہ لگایا جاتا ہے مولوی حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام لگاتے تھے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں فتح دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب سننے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ دیکھ کر چھوٹی سی عمر میں ان کو یقین ہو گیا کہ یہ سچے ہیں۔ چنانچہ بعد میں تعلیم مکمل کر کے 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانے میں جا کے انہوں نے بیعت کی۔ بڑے نیک فطرت تھے۔ مرحوم رشید صاحب بھی بڑے نیک فطرت تھے۔ سلیم الطبع تھے۔ ملنسار تھے۔ خدا ترس تھے۔ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ دوسروں کے لیے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے تھے۔ بڑے نڈر اور شجاع تھے۔ خلافت کے شیدائی تھے اور ہر وقت ہر قربانی کے لیے تیار رہنے والے تھے۔ غریبوں کی کفالت، مستحقین کی مدد کسی کو بتائے بغیر کیا کرتے تھے۔ کئی نومبائعین جن پر مخالفین جھوٹے مقدمے بنا لیتے ان کی ضمانت کے لیے بھی آپ چلے جاتے اور فرقان فورس میں بھی شامل رہے۔ ان کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ ان کو اور ان کے سسر عباس خان صاحب کو اور ان کے بھائی منظور صاحب کو صوبہ سرحد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقف جدید کے تحت مختلف علاقوں میں بھجوایا اور یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ پرانے احمدی خاندانوں سے رابطہ بحال کریں اور تبلیغ کا کام سرانجام دیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ ایک دوست دولت خان صاحب کو تبلیغ کی تو انہوں نے بیعت کی۔ ان پر اس پر مقدمہ بھی شروع ہو گیا۔ ان پہ بھی مقدمہ ہو گیا اور ان کی گرفتاری بھی ہو گئی۔ ضمانت کے لیے کوئی سامنے نہیں آ رہا تھا۔ مچلکے قبول نہیں ہو رہے تھے تو رشید صاحب خود ہی اپنے داماد کو لے کے وہاں گئے۔ وہاں مولویوں کا پانچ ہزار کا جلوس تھا۔ انہوں نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ ان کے داماد کے سر پر پتھر لگا پھر وہ گر گئے تو ان کو مارا۔ آخر ان کی وہیں شہادت ہو گئی اور پولیس نے بقول ان کے جوان شیطانوں کا عمل ہے کہ ہم تو ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ پھر پولیس نے بھی اس لاش کو ٹھڈے مارنے شروع کیے کہ ہم بھی ثواب حاصل کریں۔ بہرحال ان کو بھی مارا اور ان کے جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ہی توڑ دیں۔ بہت چوٹیں لگیں۔ ان کے نشان بعد میں بھی مَیں دیکھتا رہا ہوں۔ چہرے پر بھی نشان تھے اور بازو وغیرہ بھی مڑ جاتے تھے۔ انہی چوٹوں کی وجہ سے مڑے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا اور مار مار کے ان کو مردہ سمجھ کے چھوڑ گئے۔ بعد میں پولیس ان کی لاش کو لے کے جا رہی تھی۔ جب یہ ہسپتال کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ میں زندہ ہوں اور مجھے فلاں جگہ پہنچا دو۔ بہرحال ڈاکٹروں نے انہیں دیکھا۔ ان کو بھی حیرت تھی کہ زندہ کس طرح ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ رکھنا تھا اس کے بعد ان چوٹوں کے باوجود تیس سال سے زائد یہ زندہ رہے اور بڑے active رہے اور بہرحال پولیس کو انہوں نے کہا کہ مجھے پشاور پہنچا دو اور وہاں پولیس مخالف بھی تھی، پہنچانا مشکل بھی تھا لیکن وہاں بعض لوگوں کو یہ بھی فائدہ ہو جاتا ہے کہ پیسے اگر دو پولیس کو تو کام بن جاتا ہے۔ تو انہوں نے کہا تم نے جو رقم مجھ سے لینی ہے لے لو تو مجھے پہنچا دو۔ بہرحال اس پر وہاں جو پولیس والا افسر تھا وہ مان گیا اور ان کو پشاور پہنچایا۔ پھر یہ ربوہ آئے ان کا علاج ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نئی زندگی دی۔ کہاں تو یہ تھا کہ ان کو مردہ خانے پہنچایا جا رہا تھا اور کہاں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے بعد بھی تیس سال تک زندہ رکھا اور بڑا active زندہ رکھا۔ ہالینڈ میں بھی رہے۔ وہاں جماعت کے کام بھی کرتے رہے۔ 74ء میں بھی ان پہ دشمنوں نے پستول تان لیا تھا تو اس وقت بھی انہوں نے بڑی جرأت سے کہا تھا۔ مولویوں کے یہ کہنے پر کہ کلمہ پڑھو، مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں پہلے ہی پڑھتا ہوں۔ اسی پر میرا ایمان ہے اَور میں کس طرح مسلمان بنوں؟ انہوں نے کہا نہیں! مرزا صاحب کو گالیاں دو۔ انہوں نے کہا مَیں گالیاں تو نہیں دوں گا۔ یہ کوئی اسلام نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں تو درود پڑھنے والا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہوں۔ مَیں اس قسم کی حرکتیں نہیں کر سکتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ مَیں نے ان کو ایک صحابی کا واقعہ سنایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ اُحد میں شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو انہوں نے کہا میرے اور جنت کے درمیان تو ایک کھجور ہی حائل ہے اور اس کو اٹھا کے ایک طرف پھینک دیا اور دشمن کے اوپر تنہا حملہ آور ہوئے اور ان کے جسم کے ٹکڑے ہو گئے۔ یہ واقعہ کہتے ہیں مَیں نے ان کو سنایا اور مَیں نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان تو یہ کھجور بھی ابھی حائل نہیں کیونکہ تم نے میرے سینے پہ بندوق رکھی ہوئی ہے تم دبا دو اور شہید کر دو لیکن مَیں یہ باتیں نہیں کروں گا جو تم کہتے ہو کہ مسیح موعودؑ کو گالیاں دو۔ اور بڑی جرأت کا انہوں نے مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی نیکیاں قائم کرنے کی توفیق دے۔

تیسرا ذکر ہے مکرمہ زینب بی بی صاحبہ کا، جو بشیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت اور امام مسجد چک 275 کرتارپور کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں پچاسی (85) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور ان کے والد علی محمد صاحب خادم مسجد دارالذکر فیصل آباد تھے۔ بڑی دعا گو، تہجد گزار، نمازوں کی پابند، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ گہری عقیدت رکھنے والی، نیک فطرت خاتون تھیں۔ غریب لوگوں کی مدد بھی کیا کرتی تھیں اور خطبہ جمعہ بھی بڑی باقاعدگی سے سنتیں، گھر والوں کو بلا کر سناتیں۔ پسماندگان میں ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ کئی پوتے پوتیاں واقف زندگی ہیں۔ ان کی بیٹی امۃ الرشید صاحبہ جو طاہر احمد سیفی صاحب مبلغ سلسلہ کی اہلیہ ہیں جو لوساکا زیمبیا میں مبلغ سلسلہ ہیں۔ اور آج کل لوساکا میں ہی تھیں جب ان کی وفات ہوئی ہے تو وہ بیٹی بھی اپنی والدہ کی وفات پہ شامل نہیں ہو سکیں، جا نہیں سکیں، جنازہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۷/مارچ ۲۰۲۶ء

⁂

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالب دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزئن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

خطبہ جمعہ

’’ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

توحید وہ مقصد تھا جس کے قیام کے لیے آپؐ آئے اور اس کے لیے نہ صرف آپؐ کے اپنے قول و فعل سے تڑپ کا اظہار ہوتا ہے بلکہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں، اپنے ماننے والوں میں بھی توحید کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کی ایسی روح پھونکی جس کی کوئی مثال نہیں ملتی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ اور تڑپ اور دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ صحابہؓ کو بھی یہ معیار حاصل ہوئے کہ وہ ہر قربانی کے لیے تیار ہوئے

ہزاروں ہزار درود ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کہ توحید کے قیام کے لیے جو تڑپ آپؐ کے سینے میں موجزن تھی وہ کبھی بھی ایک لمحہ کے لیے کم نہ ہوئی اور ان ساری تکالیف کو گویا قلبی بشاشت کے ساتھ، بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا اور پھر بھی بنی نوع انسان سے شفقت و محبت میں ذرّہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی

آپؐ کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کے لیے سالہا سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا کہ جن کی کوئی حد ہی نہیں (حضرت مصلح موعودؓ)

توحید کی منادی کے جرم کی پاداش میں کفار مکہ نے تین سال تک آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں بھی اس طرح قید رکھا کہ ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اور جب یہ مقاطعہ ختم ہوا تو ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پرچار پھر سے پورے مکہ میں پہلے سے عزم و ہمت کے ساتھ عام کر دیا۔ توحید کا پرچار پہلے سے بڑھ کے عام کر دیا اور دوسری طرف قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ مظالم شروع کر دیے

آپؐ کی بے کسی کی ابتداء اور شاندار انجام خود خدا تعالیٰ کی توحید کا بڑا ثبوت تھا (حضرت مصلح موعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے قیام کے لیے مکہ میں انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے اور اس کے علاوہ عرب کے بعض بازاروں میں چلے جایا کرتے اور وہاں خدائے واحد لاشریک کی طرف آنے کا پیغام دیتے

اپنوں اور غیروں دونوں کی طرف سے آپؐ کو توحید کا پیغام پہنچانے کی وجہ سے تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کھل کر عبادت بھی نہیں کر سکتے تھے

قریش مکہ ایک طرف تو اپنی طاقت اور سیادت کے داؤ پیچ لڑا کر سفارتی اور دھمکی آمیز رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نہ کسی طریق سے تبلیغ اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم کیا اور ایسا وحشیانہ سلوک کیا کہ نہ تفصیل لکھنے کی قلم میں طاقت ہے اور نہ بیان کرنے کا کسی کو حوصلہ ہو سکتا ہے

بیسیوں غلام اور آزاد مرد اور عورتیں تھیں کہ جو توحید پر ایمان لانے کے نتیجے میں کفار مکہ کے شرمناک اور دردناک مظالم کا نشانہ بنے۔ کفار مکہ کمزور مسلمانوں پر تو ظلم کرتے ہی تھے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بھی ان سے محفوظ نہ تھی ...... اگر دیکھا جائے تو سب سے زیادہ اذیت اور دکھ اور تکلیف کا سامنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کرنا پڑا

اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزار ہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں (حضرت مسیح موعودؑ)

یہ سچی توحید ہے جس کی تلاش کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے، جستجو کرنی چاہیے۔ اپنے ایمان کو اس معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے جہاں ہر قربانی کے لیے ہم تیار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی سچا عشق اپنے اندر پیدا کریں

رمضان کے ان بقایا دنوں میں خاص طور پر ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ توحید کے قیام اور اس کی غیرت کے لیے ہم سب سے آگے ہوں

اُمّتِ مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ یہ بھی حقیقی توحید کے سمجھنے والے ہوں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ تبھی ان کی بقا ہے۔ تبھی یہ دشمنوں کی دجالی چالوں سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی یہ توفیق دے

توحیدِ الٰہی کی تڑپ میں سیرت نبوی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ نیز امتِ مسلمہ کو حقیقی توحید سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے حوالے سے دعا کی تحریک

مکرم ذکراللہ تائیو ایوب صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/مارچ 2026ء بمطابق 13/امان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے دو جمعہ پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک پہلو ’’توحید کے لیے تڑپ‘‘ کا ذکر کیا تھا۔

یہ وہ مقصد تھا جس کے قیام کے لیے آپؐ آئے اور اس کے لیے نہ صرف آپؐ کے اپنے قول و فعل سے تڑپ کا اظہار ہوتا ہے بلکہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں، اپنے ماننے والوں میں بھی توحید کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کی ایسی روح پھونکی جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

بہرحال آج بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اسی پہلو پر ذکر کروں گا اور اس حوالے سے بعض صحابہؓ کی قربانیوں کا بھی ذکر آ جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ اور تڑپ اور دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ صحابہؓ کو بھی یہ معیار حاصل ہوئے کہ وہ ہر

قربانی کے لیے تیار ہوئے۔

توحید کے قیام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سختیاں برداشت کرنے کا ایک روایت میں یوں ذکر آتا ہے۔

ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام میں پہنچے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے گرد اکٹھے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تم لوگوں کا بُرا ہو۔ پھر قرآن کریم میں آیا ہے آپؓ نے فرمایا کہ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ (المؤمن: 29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔ اس پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپؓ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ آپؓ کے ہاتھ میں آ جاتے تھے۔ اتنی زور سے بال کھینچے کہ وہ جڑ سے اکھڑ گئے تھے اور آپ، حضرت ابوبکرؓ یہ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَکۡتَ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ۔ اے جلال اور عزت والے! تُو بابرکت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور آپؐ کی ریش مبارک کو اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کے اکثر بال گر گئے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو بچانے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ رو بھی رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان کو چھوڑ دو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مَیں ان کی طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ میں قربان ہو جاؤں۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صفحہ 417 باب استخفاءہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی دار الارقم بن ابی الارقم۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یعنی اس وقت جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کر رہے تھے، مار رہے تھے اس وقت جب ابوبکرؓ بیچ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ چھوڑو تم ان کو۔

اسی طرح ایک راوی حارث بن حارث غامدی نے قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرتے دیکھا تو آپ نے اپنے والد سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ یہ ایک واقعہ نہیں ہے۔ بے شمار واقعات اس طرح کے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ملتے جلتے واقعات ہیں لیکن کئی لوگوں نے دیکھے، کئیوں نے بیان کیے۔ مختلف راوی ہیں۔ بعضوں کی تفصیل ہے بعضوں کی کم ہے۔ بہرحال جب انہوں نے دیکھا اور اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ظلم کر رہے ہیں؟ انہوں نے، ان کے والد نے کہا کہ یہ لوگ اپنے صابی کے ارد گرد جمع ہیں۔ مکہ والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو طنزاً صابی کہتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم بھی سواری سے اترے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ عزّ وجلّ کی توحید اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے تھے اور وہ آپؐ کا انکار کر رہے تھے اور آپؐ کو تکلیف دے رہے تھے یہاں تک کہ نصف النہار کا وقت ہو گیا اور لوگ آپؐ کے ارد گرد سے ہٹ گئے۔

(المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 304 ''الحارث بن الحارث الغامدی'' حدیث 3373، مکتبہ ابن تیمیہ القاھرۃ)

آپؐ پر ظلم کا ذکر مختلف تاریخوں کی کتابوں میں ملتا ہے۔ انہی سے اخذ کر کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہوا ہے۔ دیباچہ تفسیر القرآن میں ایک جگہ آپؓ نے لکھا کہ

''ایک دفعہ آپؐ بازار سے گزر رہے تھے تو مکہ کے اوباشوں کی ایک جماعت آپؐ کے گرد ہو گئی اور رستہ بھر آپؐ کی گردن پر یہ کہہ کر تھپڑ مارتی چلی گئی کہ لوگو! یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے مَیں نبی ہوں۔ آپؐ کے گھر میں ارد گرد کے گھروں سے متواتر پتھر پھینکے جاتے تھے۔'' آپؐ کے گھر میں گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ ''باورچی خانہ میں گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں جن میں بکروں اور اونٹوں کی انتڑیاں بھی شامل ہوتی تھیں۔ جب آپؐ نماز پڑھتے تو آپؐ پر خاک دھول ڈالی جاتی۔'' مٹی ڈالی جاتی تھی ''حتّٰی کہ مجبور ہو کر آپؐ کو چٹان میں سے نکلے ہوئے ایک پتھر کے نیچے چھپ کر نماز پڑھنی پڑتی تھی۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 198)

لیکن ہزاروں ہزار درود ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کہ توحید کے قیام کے لیے جو تڑپ آپؐ کے سینے میں موجزن تھی وہ کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی کم نہ ہوئی اور ان ساری تکالیف کو گویا قلبی بشاشت کے ساتھ، بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا اور پھر بھی بنی نوع انسان سے شفقت و محبت میں ذرّہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ہی لکھا ہے کہ ''جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ دعویٰ ایک حقیقت بن کر نظر آتا ہے اور ہمیں قدم قدم پر ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جو آپؐ کی اس عظیم الشان محبت اور شفقت کا ثبوت ہیں جو آپؐ کو بنی نوع انسان سے تھی۔ چنانچہ آپؐ کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کے لیے سالہا سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا کہ جن کی کوئی حد ہی نہیں۔

ایک دفعہ خانہ کعبہ میں کفار نے آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اتنا گھونٹا کہ آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو کر باہر نکل پڑیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف کی حالت میں دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؓ نے ان کفار کو ہٹاتے ہوئے کہا۔ خدا کا خوف کرو۔ کیا تم ایک شخص پر اس لیے ظلم کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ خدا میرا رب ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 316، ایڈیشن 2023ء)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں کھڑے ہوئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم کہو: لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر یہ کہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس بات پر قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ ایک شخص اونچی آواز میں چیختے ہوئے آیا یعنی آپؐ پر حملہ کرنے کے لیے تو حارث بن ابی ہالہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپؓ نے ان لوگوں سے لڑنا شروع کر دیا یعنی حارث نے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کر دیا۔ پھر وہ سارے ان پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ انہیں، حارث کو شہید کر دیا۔ (امتاع الاسماع جلد 6 صفحہ 297 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1999ء)

توحید کی منادی کے جرم کی پاداش میں کفار مکہ نے تین سال تک آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں بھی اس طرح قید رکھا کہ ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اور جب یہ مقاطعہ ختم ہوا تو ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پرچار پھر سے پورے مکہ میں پہلے سے عزم و ہمت کے ساتھ عام کر دیا۔ توحید کا پرچار پہلے سے بڑھ کے عام کر دیا اور دوسری طرف قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ مظالم شروع کر دیے۔

آپؐ کے سفر طائف کا بھی مشہور واقعہ ہے کئی دفعہ پہلے بھی بیان ہوا ہے۔ وہاں پر آپؐ پر جو ظلم ہوا وہ بھی تاریخ میں مختلف رنگ میں بیان ہوا ہے۔ اسی حوالے سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے ایک جگہ اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ ''جب محاصرہ اٹھ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حرکات و سکنات میں ایک گونہ آزادی نصیب ہوئی تو آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ طائف میں جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔'' پہلے بھی بیان ہوا ہے لیکن اس میں تفصیل سے کچھ اَور طرح ہے ''طائف ایک مشہور مقام ہے جو مکہ سے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس زمانہ میں قبیلہ بنوثقیف سے آباد تھا۔ کعبہ کی خصوصیت کو الگ رکھ کر طائف گویا مکہ کا ہم پلّہ تھا اور اس میں بڑے بڑے صاحب اثر اور دولت مند لوگ آباد تھے اور طائف کی اس اہمیت کا خود مکہ والوں کو بھی اقرار تھا۔ چنانچہ یہ مکہ والوں کا ہی قول ہے'' جو قرآن شریف میں آیا ہے ''کہ لَوۡلَا نُزِّلَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ۔ ''یعنی اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا۔'' غرض شوال 10 نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف اکیلے تشریف لے گئے یا بعض روایتوں کی رو سے زید بن حارثہؓ بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ نے دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے رؤساء سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی مگر اس شہر کی قسمت میں بھی مکہ کی طرح اس وقت اسلام لانا مقدر نہ تھا۔ چنانچہ سب نے انکار کیا بلکہ ہنسی اڑائی۔ آخر آپؐ نے طائف کے رئیس اعظم عبدِ یَالِیل کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی مگر اس نے بھی صاف انکار کیا بلکہ تمسخر کے رنگ میں کہا کہ ''اگر آپؐ سچے ہیں تو مجھے آپؐ کے ساتھ گفتگو کی مجال نہیں اور اگر جھوٹے ہیں تو گفتگو لاحاصل ہے۔'' یہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا'' اور پھر اس خیال سے کہ کہیں آپؐ کی باتوں کا شہر کے نوجوانوں پر اثر نہ ہو جائے آپؐ سے کہنے لگا بہتر ہوگا کہ آپؐ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ یہاں کوئی شخص آپؐ کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے لگا دیے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے نکلے تو یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے ہو لیے اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کیے جس سے آپؐ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔ طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے رئیس عُتبہ بن رَبِیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آکر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ یہاں ایک سایہ میں کھڑے ہو کر آپؐ نے اللہ کے حضور یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ اَشۡکُوۡ ضُعۡفَ قُوَّتِیۡ وَقِلَّۃَ حِیۡلَتِیۡ وَھَوَانِیۡ عَلَی النَّاسِ۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ اَنۡتَ رَبُّ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ وَاَنۡتَ رَبِّیۡ۔ الخ یعنی ''اے میرے ربّ! مَیں اپنے ضعف قوّت اور قلت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا! تُو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بے کسوں کا تو ہی نگہبان و محافظ ہے اور تُو ہی میرا پروردگار ہے...... '' پھر اس میں آگے یہ بھی فرمایا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''مَیں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ تُو ہی ہے جو ظلمتوں کو دور کرتا اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔'' عتبہ و شیبہ اس وقت اپنے اس باغ میں موجود تھے۔ جب انہوں نے آپؐ کو اس حالت میں دیکھا تو دور و نزدیک کی رشتہ داری یا قومی احساس یا نامعلوم کس خیال سے اپنے عیسائی غلام عدّاس نامی کے ہاتھ ایک کشتی میں کچھ انگور لگا کر آپؐ کے پاس بھجوائے۔ آپؐ نے لے لیے اور عدّاس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور کس مذہب کے پابند ہو۔'' اس نے کہا ''میں نینوا کا ہوں اور مذہباً عیسائی ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا ''کیا وہی نینوا جو خدا کے صالح بندے یونس بن متّٰی کا مسکن تھا۔'' عدّاس نے کہا ''ہاں مگر آپؐ کو یونس کا حال کیسے معلوم ہوا؟'' آپؐ نے فرمایا ''وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔'' پھر آپؐ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی جس کا اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر جوش اخلاص میں آپؐ کے ہاتھ چوم لیے۔ اس نظّارے کو دور سے کھڑے عتبہ اور شیبہ نے بھی دیکھ لیا۔ چنانچہ جب عدّاس ان کے پاس واپس گیا تو انہوں نے کہا عدّاس! ''یہ تجھے کیا ہوا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ چومنے لگا۔ یہ شخص تو تیرے دین کو خراب کر دے گا حالانکہ تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔'' تھوڑی دیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ میں آرام فرمایا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور نخلہ میں پہنچے جو مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں کچھ دن قیام کیا۔ اس کے بعد نخلہ سے روانہ ہو کر آپؐ کوہ حیرہ پر آئے اور چونکہ سفر طائف کی بظاہر ناکامی کی وجہ سے مکہ والوں کے زیادہ دلیر ہو جانے کا اندیشہ تھا'' اور خیال تھا کہ اس طرح وہ اَور زیادہ ظلم کریں گے ''اس لیے یہاں سے آپؐ نے کسی شخص کو زبانی مُطۡعِمۡ بن عَدِی کو کہلا بھیجا کہ مَیں مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اس کام میں مدد دے سکتے ہو؟ مطعم پکا کافر تھا مگر طبیعت میں شرافت تھی اور ایسے حالات میں انکار کرنا شرفاء عرب کی فطرت کے خلاف تھا۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو ساتھ لیا اور سب مسلح ہو کر کعبہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپؐ کو کہلا بھیجا کہ آ جائیں۔ آپؐ آئے اور کعبہ کا طواف کیا اور وہاں سے مطعم اور اس

کی اولاد کے ساتھ تلواروں کے سایہ میں اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ راستہ میں ابوجہل نے مطعم کو اس حالت میں دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ ’’اَمُجِیْرٌ اَمْ تَابِعٌ‘‘ یعنی ’’کیا تم نے محمد کو صرف پناہ دی ہے یا اس کے تابع ہو گئے ہو؟‘‘ مطعم نے کہا ’’مَیں صرف پناہ دینے والا ہوں۔ تابع نہیں ہوں۔‘‘ اس پر ابوجہل نے کہا ’’اچھا پھر کوئی حرج نہیں۔‘‘ مطعم کفر کی حالت میں ہی فوت ہوا...... ‘‘ یہ ایک نیکی تو اس نے کی تھی۔

’’حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپؐ کو کبھی جنگِ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ’’عائشہ! تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں۔‘‘ پھر آپؐ نے سفر طائف کے حالات سنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ ’’مجھے خدا نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تا کہ اگر ارشاد ہو تو مَیں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں‘‘‘‘ جو پہلو میں دائیں بائیں پہاڑ ہیں ان کو ان لوگوں پر گرادوں اور ان کا خاتمہ کر دوں۔ ’’آپؐ نے فرمایا: ’’نہیں نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔‘‘‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 203 تا206 نیوایڈیشن)

لوگوں کی ہمدردی بھی غالب آ گئی اور ساتھ اس بات پر بھی یقین کامل تھا کہ ایک روز ان کی نسلیں اسلام قبول کریں گی اور توحید پر قائم ہو جائیں گی۔

آپؐ کے توحید کی خاطر سختیاں برداشت کرنے کے واقعات کو ایک جگہ حضرت مصلح موعوؓ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ ’’آپؐ کو دشمنوں کی طرف سے تمام تکلیفیں توحید کی اشاعت کی وجہ سے دی گئیں۔ آپؐ کو مارا جاتا، کتّے اور لڑکے آپؐ کے پیچھے ڈالے جاتے۔ ایک دفعہ آپؐ طائف گئے تو وہاں کے لوگوں نے اس قدر مارا کہ آپؐ سر سے لے کر پاؤں تک لہولہان ہو گئے۔‘‘ یہ تفصیل مَیں نے ابھی بتائی ہے۔ ’’آپؐ تکلیف کی وجہ سے گر پڑتے لیکن جب اٹھتے تو وہ لوگ پھر آپؐ پر پتھر پھینکتے۔ ایسی حالت میں بھی آپؐ کے منہ سے یہی نکلتا خدایا! ان لوگوں کو معاف کر دے کہ یہ حقیقت سے بے خبر ہیں۔

ان تمام حالات میں سے گزرتے ہوئے آپؐ نے توحید کی تبلیغ کو نہیں چھوڑا اور یہی کہتے رہے کہ خواہ یہ کچھ کریں مَیں توحید کی تبلیغ نہیں چھوڑ سکتا۔

پھر جب آپؐ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت بھی یہی کہتے فوت ہوئے۔‘‘ یعنی ساری زندگی آپؐ کی توحید پر تھی کہ آپؐ نے یہی فرمایا کہ ’’میرے بعد شرک نہ کرنا‘‘ لکھتے ہیں کہ ’’اور مَیں تو سمجھتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت بھی خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کا ثبوت آپؐ کے والد کو قبل از ولادت اور والدہ کو جلد بعد از ولادت فوت کر کے دیا‘‘ آپؐ کے والدین کے فوت ہونے میں بھی اصل میں اللہ تعالیٰ کی یہ منشاء تھی کہ اپنی توحید کا ثبوت دے۔ ’’آپ کی بے کسی کی ابتداء‘‘ جب کہ نہ والد تھا نہ والدہ ’’اور شاندار انجام خود خدا تعالیٰ کی توحید کا بڑا ثبوت تھا۔‘‘

(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد3 صفحہ 188)

اس بات سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی توحید کا آپؐ پرچار کرتے رہے اسی نے آپؐ کو بچپن سے لے کے آخر تک سنبھالا۔

آپؐ کا عرب کے بازاروں میں بھی تبلیغ کا ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے قیام کے لیے مکہ میں انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے اور اس کے علاوہ عرب کے بعض بازاروں میں چلے جایا کرتے اور وہاں خدائے واحد لاشریک کی طرف آنے کا پیغام دیتے۔

مکے سے باہر مختلف جگہوں پر لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے جہاں خرید و فروخت بھی ہوتی اور لوگوں کا اجتماع بھی ہوتا۔ انہیں اسواق العرب کہا جاتا تھا۔ عرب کے بازار۔ ہندوپاک کی تہذیب میں میلہ کہتے ہیں۔ اس طرح میلہ لگتا تھا۔ عُکَاظ، مَجَنَّہ اور ذوالمجاز قریش اور عرب کے بازار تھے۔ ان میں سب سے بڑا بازار عکاظ کا تھا جو مکہ سے تین رات کی مسافت پر تھا۔ عکاظ کے بازار میں عرب پورا شوّال کا مہینہ قیام کرتے۔ پھر مَجَنَّہ کے بازار کی طرف منتقل ہو جاتے تھے جو مکہ سے چند میل پر مرّ الظہر ان میں تھا اور وہاں بیس (20) ذی قعدہ تک قیام کرتے۔ پھر ذوالمجاز کے بازار کی طرف منتقل ہو جاتے جو میدان عرفات سے تین میل کے فاصلے پر تھا اور وہاں ایام حج تک قیام کرتے تھے۔ اور ان سب جگہوں پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا کے تبلیغ کیا کرتے تھے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال تک ٹھہرے رہے۔ ایام حج میں آپؐ عکاظ اور مجنہ کے میلوں میں جاتے اور لوگوں کو گھروں اور قیام گاہوں پر جا جا کر انہیں دعوت دیتے۔ آپؐ فرماتے: کون ہے جو مجھے پناہ دے گا، کون ہے جو میری مدد کرے گا تا کہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچادوں اور اس کے لیے جنت ہو۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر الجزء الثانی صفحہ 194 دار المعرفۃ بیروت 1976ء)

(امتاع الاسماء جلد8 صفحہ 309 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 205، 259)

حضرت رَبِیعہ بن عِبَادؓ بیان کرتے ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا۔ بعد میں مسلمان ہو گئے کہ مَیں نے بازار ذوالمجاز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرما رہے تھے اے لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار کی گلیوں میں آگے بڑھتے جاتے اور لوگ آپؐ پر شور مچاتے مگر میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی جائے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش نہ ہوتے اور برابر فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم فلاح پا جاؤ گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 499 ’’مسند ربیعۃ بن عباد‘‘ حدیث 16119، عالم الکتب بیروت 1998ء)

اپنوں اور غیروں دونوں کی طرف سے آپؐ کو اس توحید کے پیغام پہنچانے کی وجہ سے تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کھل کر عبادت بھی نہیں کر سکتے تھے۔

باوجود اس کے پیغام پہنچاتے تھے کہ عبادت میں تو یہ لوگ مخل نہ ہوں۔ حملے نہ کر دیں۔ جو مسلمان ہوتے تھے ان پر بھی ظلم ہوتا تھا۔ چنانچہ نمازوں اور ادائیگی کی عبادت کے بارے میں ایک روایت میں ذکر ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ مکہ کے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں جا کر لوگوں سے پوشیدہ نماز پڑھتے اور ایک عرصہ تک اس طرح کرتے رہے۔ پھر حضرت ابوطالب کو اس کی اطلاع ہو گئی اور انہوں نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے میرے بھتیجے! یہ کیا دین ہے جو تو نے اختیار کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے چچا! یہ دین خدا، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ اور فرمایا: خدا نے مجھ کو اس دین کے ساتھ رسول بنا کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور اے چچا! تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ مَیں تمہیں نصیحت کروں اور تمہیں ہدایت کی طرف بلاؤں اور تم اس کے قبول کرنے اور میری امداد میں شریک ہونے کے حقدار ہو۔ حضرت ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! مَیں اپنے باپ دادا کے دین کو ترک نہیں کر سکتا مگر جب تک مَیں زندہ ہوں تم کو کوئی برائی دشمنوں سے نہیں پہنچ سکتی۔ مَیں بہر حال تمہاری مدد کروں گا۔ حضرت ابوطالب نے اپنے بیٹے حضرت علیؓ سے بھی دریافت کیا کہ تم نے یہ کیا دین اختیار کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو آپؐ لے کر آئے ہیں اس کی مَیں نے تصدیق کی ہے اور مَیں ان کے ساتھ خدا کی نماز پڑھتا ہوں۔ اس پر حضرت ابوطالب نے کہا کہ بے شک یہ تمہیں بھلائی کی طرف ہی بلائیں گے۔ پس تم ان کے ساتھ رہو۔ اپنے بیٹے کو کہا کہ ساتھ ہی رہنا۔ (تاریخ الطبری جلد1 صفحہ 539 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

صحابہؓ پر بھی جیسا کہ میں نے کہا توحید کے قبول کرنے پر بہت ظلم ہوئے۔

قریش مکہ ایک طرف تو اپنی طاقت اور سیادت کے داؤ پیچ لڑا کر سفارتی اور دھمکی آمیز رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نہ کسی طریق سے تبلیغ اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم کیا اور ایسا وحشیانہ سلوک کیا کہ نہ تفصیل لکھنے کی قلم میں طاقت ہے اور نہ بیان کرنے کا کسی کو حوصلہ ہو سکتا ہے۔

بہر حال پھر بھی جو کچھ بیان ہوا وہ بھی بہت سا ایسا ہے کہ انسان کو ہلا کے رکھ دیتا ہے۔

حضرت بلالؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جاتا تھا۔ جب لوگ حضرت بلالؓ کو عذاب دینے میں سختی کرتے تو حضرت بلالؓ احد احد کہتے۔ وہ لوگ کہتے اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو حضرت بلالؓ جواباً کہتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی جو تم کہہ رہے ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بلالؓ کو جب ایذا پہنچائی جاتی اور مشرکین یہ ارادہ کرتے کہ ان کو اپنی طرف مائل کر لیں تو حضرت بلالؓ کہتے: اللہ اللہ۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ ایمان لائے تو حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں نے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا ربّ لات اور عزّیٰ ہے مگر آپؓ احد احد ہی کہتے تھے۔ ان کے مالکوں کے پاس حضرت ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو سات اوقیہ میں خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یعنی دوسواسّی درہم میں آپؓ نے ان کو خرید کے آزاد کیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 175-176 ’’بلال بن رباح‘‘، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(اسد الغابہ جلد1 صفحہ 416 ’’بلال بن رباح‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 11 صفحہ 197 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ان کے علاوہ حضرت سُمَیَّہؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت خبابؓ اور بیسیوں غلام اور آزاد مرد اور عورتیں تھیں کہ جو توحید پر ایمان لانے کے نتیجے میں کفار مکہ کے شرمناک اور دردناک مظالم کا نشانہ بنے۔ کفار مکہ کمزور مسلمانوں پر تو ظلم کرتے ہی تھے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بھی ان سے محفوظ نہ تھی۔ جیسے ابھی پہلے بیان بھی ہو چکا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو سب سے زیادہ اذیت اور دکھ اور تکلیف کا سامنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کرنا پڑا۔

یہ بھی تکلیف اور دکھ کم نہ تھا کہ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا یعنی سب سے زیادہ تعریف کیا گیا اس کے نام کو بگاڑ کر پکارا جاتا اور مذمم کہا جاتا یعنی سب سے زیادہ مذمت کیا جانے والا۔ نعوذ باللہ۔ جو اس بستی میں سب سے سچا انسان تھا اس کو کذاب اور جھوٹا کہا جاتا تھا۔ جو اس قوم کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا اس کو فریبی، لالچی اور دھوکے باز کہا جاتا تھا۔ جو اپنی جوانی اور صحت و تندرستی کو اور اپنے شب و روز کو اس قوم کی ہدایت و اصلاح اور فلاح و بہبود کے لیے وقف کیے ہوئے تھا اس کو مجنون، پاگل اور بیمار کہا جانے لگا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں کپڑا ڈال کر اس طرح کھینچا جاتا کہ قریب ہوتا کہ سانس بند ہو جائے اور کبھی پتھر مارے جاتے اور کبھی گندگی آپ پر ڈالی جاتی۔

عروہ بن زبیرؓ نے بیان کیا میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے پوچھا وہ بدترین سلوک مجھے بتائیں جو مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے حطیم (خانہ کعبہ کے ساتھ خالی جگہ جو تھی اس کے گرد چھوٹی دیوار ہے۔ اس علاقے کو حطیم کہتے ہیں) اس میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر آپؐ کا گلا زور سے گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے اور آ کر انہوں نے عقبہ کا کندھا پکڑا اور اسے دھکیل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا دیا اور کہا: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری مترجم جلد 7 صفحہ 332 کتاب مناقب الانصار باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمکۃ حدیث 3856، نظارت اشاعت)

پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں، کئی دفعہ بیان بھی ہوا ہے کہ جنگوں میں بھی آپؐ نے توحید کے لیے ہمیشہ غیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔

جنگِ اُحد کا مشہور واقعہ ہے۔ ہم سنتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر کہا کہ کہاں ہیں یہ لوگ؟ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کہا کہ جواب نہیں دینا کیونکہ اس وقت جواب دینا مسلمانوں کی کمزور حالت کی وجہ سے انہیں خطرے میں ڈال سکتا تھا اس لیے آپؐ نے خاموشی کا کہا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ ھُبَل کا بول بالا ہو۔ جب اس نے یہ کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے تاب ہو کر فرمایا: تم اس کو جواب دو۔ تو صحابہؓ نے کہا: ہم کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو اللہ سب سے بلند اور سب سے بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے لیے عزّیٰ ہے اور تمہارے لیے کوئی عزّیٰ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو جواب دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کیا کہیں؟ فرمایا: کہو اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات اور توحید کا سوال آیا وہاں آپؐ نے کسی خطرے کی پرواہ نہیں کی۔

پس یہ اس وقت توحید کی غیرت تھی کہ آپؐ نے صحابہؓ کو فرمایا کہ کہو: اللہ اعلیٰ و اجل، اللہ اعلیٰ و اجل۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ھُبَل کی شان بلند نہیں۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے، معزز ہے اور اس کی شان بالا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد حدیث 4043)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس میں پڑھتا ہوں۔ بار بار پڑھنے اور سننے والا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کے قیام کے لیے مقام اور مرتبہ کا ہمیں پتہ دیتا ہے اور ہمارے لیے راہنما ہے کہ کس طرح ہم نے اس کا صحیح علم اور ادراک حاصل کرنا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔“ یہ خوبصورتی ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی بھی انتہا کی اور مخلوق سے ہمدردی کی بھی انتہا کی اور اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب آئیں، توحید پر قائم ہوں اور اپنی دنیا و عاقبت سنواریں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔

ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔“

پس خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے توحید حقیقی کی پہچان کرنے کے لیے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک وسیلہ ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا...... ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں...... مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔ (1) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔ (2) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جلّ شانہ کی اس کے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلاء اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اس کی راحتِ جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے۔“ اتنا غلبہ ہو اس حالت میں۔ ”اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے۔ یہی توحید حقیقی ہے کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غَیبُ الغیب اور وَرَاءُ الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقولِ انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اَور بات ہے۔“ صرف کہنا کہ اس کا کوئی صانع ہونا چاہیے یہ کافی نہیں ہے بلکہ وہ ہے، کون ہے اور زندہ خدا ہے۔ یہ اگر پتہ کرنا ہے تو پھر اس کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑنے سے ہی ملے گا۔ اور فرمایا: ”اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اس لیے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخرکار دہریہ بن جاتے ہیں اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔“ یہی ہم آجکل دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں سے بہت سارے پڑھے لکھے لوگ ہیں جو دہریہ بن رہے ہیں۔ خدا کے وجود کا انکار کرتے ہیں اس لیے کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑ کے ان باتوں پر غور نہیں کیا جو آپؐ نے تعلیم دی ہے۔

فرمایا کہ ”اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور ان کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر ان چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔“ افسوس وہ نادان نہیں جانتے۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ کوئی صانع نہیں۔ ہر چیز کا فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ فائدہ ہے کہ نہیں کیونکہ علم نہیں ہے اس لیے وہ ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔“ یہ نہیں ہے کہ اگر کسی بات کا علم نہ ہو تو اس چیز کا وجود نہیں ہوتا۔ ”اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اِس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اوّل درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست ان کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جلّ شانہ پر کوئی برہان یقینی عقلی ان کو ملزم کرتی۔“ یعنی منہ بند کرا دیتی ان کا۔ ”تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر آ سکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔

اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔“

آج بھی ہم نشان پیش کرتے ہیں۔ ”بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118 تا 121)

پس یہ سچی توحید ہے جس کی تلاش کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے، جستجو کرنی چاہیے۔ اپنے ایمان کو اس معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے جہاں ہر قربانی کے لیے ہم تیار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی سچا عشق اپنے اندر پیدا کریں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو توحید کے قیام کے عمل کو جاری رکھنے کے لیے بھیجا ہے اور اس کے لیے ہم نے آپؑ کی بیعت کی ہے اس کے لیے اور پھر اس کے لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔

رمضان کے ان بقایا دنوں میں خاص طور پر ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ توحید کے قیام اور اس کی غیرت کے لیے ہم سب سے آگے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔

اُمّتِ مسلمہ کے لیے گذشتہ جمعہ بھی میں نے کہا تھا دعا کریں۔ یہ بھی حقیقی توحید کے سمجھنے والے ہوں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ تبھی ان کی بقا ہے۔ تبھی یہ دشمنوں کی دجالی چالوں سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی یہ توفیق دے۔

نماز کے بعد مَیں آج بھی ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم ذکر اللہ تائیو ایوب صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو گذشتہ دنوں اسّی (80) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کا تعلق نائیجیریا سے تھا۔ 1965ء میں ایک رؤیا کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ 1966ء میں مشنری ٹریننگ کالج گھانا میں داخلہ لیا وہاں سے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1969ء میں نائیجیریا واپس آئے۔ ایک سال تک خدمت سرانجام دینے کے بعد 1970ء میں شاہد کی ڈگری کے لیے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا۔ 1977ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ 1979ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد نائیجیریا آئے اور خدمت کا آغاز کیا اور وفات تک وہیں رہے۔ آپ نے تقریباً 47/سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ نائیجیریا کے مختلف مقامات پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ نائیجیریا میں نائب امیر کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ صحافت، جرنلزم میں پوسٹ گریجوایٹ کی ڈگری بھی انہوں نے حاصل کی ہوئی تھی۔ اس لیے اس حوالے سے بھی وہ کام کرتے رہے۔ جامعۃ المبشرین نائیجیریا کے پرنسپل بھی مقرر ہوئے۔ پہلے قائمقام پھر تین چار سال باقاعدہ پرنسپل رہے۔ بہترین کھلاڑی بھی تھے۔ کھیلوں سے بھی بڑا شغف تھا ان کا لیکن کبھی کھیلوں کو اپنی عبادتوں میں روک بننے نہیں دیا۔ ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ ماہر لسانیات اور شاعر بھی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ سب سے چھوٹے بیٹے ان کے عبدالمجیب صاحب اس وقت نائیجیریا میں مبلغ سلسلہ کے علاوہ ریویو آف ریلیجنز نائیجیریا کے کوآرڈی نیٹر کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔ واقف زندگی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق و ترتیب: آصف احمد خان)

باب اول (قسط نمبر 2)

عرب و عجم قبل از اسلام اور آنحضور ﷺ کے آباء و اجداد

اخلاقی حالت:

ظہور اسلام سے قبل عرب کی بلکہ تمام ممالک کی اخلاقی حالت بہت گری ہوئی تھی آپؑ نے اس بارہ میں بھی بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ تا معلوم ہو کہ کس تاریکی سے نکال کر انکو روشنی کے مینار بنا دیا گیا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی۔ اور تمام لوگوں نے اصول حقہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراط مستقیم کو بھول بھلا کر ہر یک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی اور انہیں دنوں میں کئی پوران اور پستک کہ جن کے رو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی۔ تصنیف ہو چکی تھی اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا اور پادری لوگوں کی بدچلنی اور بد اعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دھبہ لگ چکا تھا۔ اور مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا“

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112 حاشیہ 1)

”اور ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے۔ جبکہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے ہیں۔ پس قرآن شریف کا کام دراصل مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الحدید: 18) یعنی یہ بات جان لو کہ اب اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو بعد اس کے مرنے کے زندہ کرنے لگا ہے۔ اس زمانہ میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہنچا ہوا تھا اور کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہیں رہا تھا اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا۔ حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار تھا۔ ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ یعنی آج مائیں تمہاری تم پر حرام ہو گئیں۔ ایسا ہی وہ مردار کھاتے تھے۔ آدم خور بھی تھے۔ دنیا کا کوئی بھی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تھے۔ اکثر معاد کے منکر تھے۔ بہت سے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہ تھے۔ لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتے تھے۔ یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کھاتے تھے۔ بظاہر تو انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں۔ نہ حیا تھی نہ شرم تھی نہ غیرت تھی۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ جس کا زناکاری میں اول نمبر ہوتا تھا۔ وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے ان کا نام اُمی رکھ دیا تھا۔ ایسے وقت میں اور ایسی قوموں کی اصلاح کیلئے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے۔ پس وہ تین قسم کی اصلاحیں جن کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔ ان کا درحقیقت یہی زمانہ تھا“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 328-329)

حضورؑ کے مندرجہ بالا ارشادات سے ظاہر ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے عرب سمیت تمام دنیا شرک، بداخلاقی اور بدرسومات اور ظالمانہ طریق پر قائم ہو چکی تھی۔ اسکے متعلق بہت سے ثبوت موجود ہیں۔ مثلاً عرب ہی میں شرک کی یہ حالت تھی کہ ہر قبیلہ ہر خاندان کا بلکہ ہر شخص کا اپنا بت تھا۔ عرب کے بعض بت بہت مشہور تھے جنکے نام کی عرب قسمیں کھاتے تھے، اور ان پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ کتب تاریخ میں عرب کے مشہور بتوں کے نام بھی درج ہیں۔

نام بُت	مقام	پجاری قبائل
لات	طائف	ثقیف، ہوازن
عزّیٰ	مکہ	قریش، کنانہ
منات	مدینہ	اوس، خزرج
ودّ	دومتہ الجندل	کلب
سُواع	مدینہ	ہذیل
یغوث	مدینہ	مذحج
یعُوق	یمن	ھمدان

(سیرت النبی ﷺ لابن ہشام، ناشر مصطفی محمد، مکتبۃ التجاریہ مصر، جلد 1 صفحہ 55، اصنام عرب)

خانہ کعبہ میں 365 بُت نصب تھے اور ان بتوں کا سردار ھبل تھا (تاریخ الامم الملوک یمحمدِ ابن جریر الطبری جلد نمبر 2 صفحہ 183 باب ذکر نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر بعض آبائہٖ واجدادہٖ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ 2002ء)

بیان کیا جاتا ہے عرب میں بت پرستی کی ابتدا ایک شخص عمرو بن لحی نے کی۔ وہ ایک تجارتی سفر سے واپسی پر شام سے ایک بُت لایا اور یہ بُت اس نے خانہ کعبہ میں رکھ دیا۔ رفتہ رفتہ اور لوگ بھی بت لا کر کعبہ میں رکھتے گئے اور اس طرح بالآخر تمام عرب میں بت پرستی پھیل گئی۔

(سیرت النبی ابن ہشام صفحہ 46 باب قصّہ عمر بن حی و ذکر اصنام العرب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بُت پرستی کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ جو لوگ حج کی غرض سے آتے تھے وہ واپسی پر کعبہ کے پتھر عقیدت کے طور پر ساتھ لے جاتے تھے یہ عقیدت بگڑتے بگڑتے بت پرستی پر منتج ہوئی۔

(معجم البلدان از الشیخ الامام شہاب الدین ابی عبداللہ الحموی الرومی البغدادی دار صادر بیروت لبنان 1399ھ جلد 5 صفحہ 204 ذکر منات)

اسی طرح مشہور کتاب تمدن عرب میں لکھا ہے کہ **عربستان میں ایک عبادتگاہ تھی جس کا نام کعبہ تھا اور جسکی تعمیر از روئے روایات حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی یہ کعبہ کل عرب کی نظروں میں ایک متبرک مقام تھا اور بہت زمانے سے یہاں حج ہوا کرتا تھا۔ لیکن حقیقت میں کعبہ عربستان کے دیوتاؤں کا مندر تھا اور محمد کے زمانے میں یہاں 365 بت موجود تھے اور بقول اکثر مورخین عرب اس میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریمؑ اور دیگر انبیاءؑ کی مُورتیں بھی تھیں** (ماخوذ از تمدن عرب گستاولی بان اُردو ترجمہ از سید علی بلگرامی صفحہ 199 شائع کردہ مقبول اکیڈمی لاہور مطبوعہ شیخ پرنٹرز لاہور)

تاریخ اسلام و سیرت النبی ﷺ کی کتب اور کتب حدیث و اسماء الرجال میں بھی عرب کی اخلاقی بدحالی کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ بے شرمی اس حد تک تھی کہ کعبہ کا بھی برہنہ طواف کرتے تھے۔ (سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 296 باب سریہ اُسامہ بن زید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء) غسل یا طہارت کے وقت پردے کا کوئی خیال نہ کرتے تھے۔ (سنن نسائی الاستتار عند الاغتسال حدیث 409) شعر و غزل کی محفلوں میں کھلے عام زنا کے قصے بیان کرنا عام بات تھی۔ نکاح و شادی کے بعض بہت بے شرمی کے رواج تھے جیسے یہ کہ بعض اوقات ایک عورت ایک ہی وقت میں کئی آدمیوں کی زوجیت میں ہوتی تھی۔ (بخاری کتاب النکاح باب من قال لا نکاح الا بولی حدیث 5127)

اسی طرح ایک مورخ لکھتا ہے:

The Ayyam al Arab were intertribal hostilities generally arising from disputes over cattle, pasture lands or springs, they afforded ample opportunity for plundering and raiding, for the manifestation of single-handed deeds of heroism by the champions of the contending tribes and for the exchange of vitriolic satires on the part of the poets. The Spokesmen of the warring parties, though always ready for a fight the Bedouin was not necessarily eager to be killed. His encounters therefore, were not as sanguinary as there accounts would lead one to believe. Nevertheless these Ayyam provided a safety valve for a possible over population in Bedouin land, whose inhabitants were normally in a condition of semi-starvation and to whom the fighting mood was a chronic state of mind. Through them vendetta became one of the strongest religio-social institutions in Bedouin life.

(History of The Arabs by Philip K.Hitti 4th edition Macmillan and Co Publisher and Printers Ltd London 1949 Page 88-89)

(نوٹ: کتاب کے صفحہ 39 میں یہ حوالہ جات موجود ہیں)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 5 تا 8، مطبوعہ کینیڈا 2018)

⁂

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔ (قشیریہ، باب التّقوٰی، صفحہ 56)

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

سچّائی پر ثبات قدم

بے شک خالص جھوٹ بہت کم لوگ بولتے ہیں جہاں نقصان کا اندیشہ ہو صرف وہاں ایسا جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم نقصان سے بچ جائیں گے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کامیابی جھوٹ کے نہ بولنے میں ہی ہوتی ہے۔ حضرت صاحب کا ہی واقعہ ہے آپ نے ایک پیکٹ میں خط ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا ڈاکخانہ کے قواعد کی رو سے منع تھا مگر آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ ڈاکخانہ والوں نے آپ پر نالش کردی اور اس کی پیروی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا کہ آپ کو سزا ہوجائے اور اس پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ضرور سزا ملنی چاہئے تا کہ دوسرے لوگ ہوشیار ہوجائیں۔ حضرت صاحب کے وکیل نے آپ کو کہا بات بالکل آسان ہے آپ کا پیکٹ گواہوں کے سامنے تو کھولا نہیں گیا آپ کہہ دیں کہ میں نے خط الگ بھیجا تھا شرارت اور دشمنی سے کہا جاتا ہے کہ پیکٹ میں ڈالا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ تو جھوٹ ہوگا وکیل نے کہا اس کے سوا تو آپ بچ نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔ چنانچہ عدالت میں جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے پیکٹ میں خط ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں میں نے ڈالا تھا مگر مجھے ڈاکخانہ کے اس قاعدہ کا علم نہ تھا اس پر استغاثہ کی طرف سے لمبی چوڑی تقریر کی گئی اور کہا گیا کہ سزا ضرور دینی چاہئے۔ تا کہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں تقریر چونکہ انگریزی میں تھی اس لئے میں اور تو کچھ نہ سمجھتا لیکن جب حاکم تقریر کے متعلق NO-NO (نو۔نو) کہتا تو اس لفظ کو سمجھتا۔ آخر تقریر ختم ہوئی تو حاکم نے کہہ دیا۔ بری اور کہا جب اس نے اس طرح سچ سچ کہہ دیا تو میں بری ہی کرتا ہوں۔ پھر لوگ ہنسی مذاق میں جھوٹ بول لیتے ہیں مگر یہ بھی ناجائز ہے اور یہ بھی جھوٹ ہی ہے اس سے بھی بچنا چاہئے۔

(اصلاح نفس۔انوار العلوم جلد نمبر 5 صفحہ 435-434)

مقدمہ مارٹن کلارک الٰہی تائید اور نصرت

دنیا کی کوئی قوم ہماری مددگار نہیں۔ پس آپ خدا سے دعائیں کریں کہ وہ ہمارا ہوجائے جب وہ ہمارا ہوجائے تو کسی قوم کی عداوت ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کے انبیاءؑ کی بہت بڑی شان ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور انکساری اور خشوع و خضوع میں ان کے برابر کوئی نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ کی ان پر نظر ہوتی ہے ایسے قرب کے مقام پر ہوتے ہوئے بھی جہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور دوستوں کو ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے دوران میں دعا کے لئے فرمایا وہاں مجھے بھی دعا کے لئے ارشاد فرمایا اس وقت میری عمر دس سال کی تھی اور یہ عمر ایسی ہوتی ہے کہ مذہب کا بھی کوئی ایسا احساس نہیں ہوتا۔

میں نے اس وقت رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں پولیس کے لوگ جمع ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ پاتھیوں کا (اوپلوں کا) ڈھیر ہے جس کو وہ آگ لگانا چاہتے ہیں لیکن جب بھی وہ آگ لگاتے ہیں آگ بجھ جاتی ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ آؤ تیل ڈال کر پھر آگ لگائیں تب انہوں نے تیل ڈالا لیکن پھر بھی آگ نہ لگی۔ اس وقت میری نظر اوپر کی طرف گئی اور میں نے دیکھا کہ ایک لکڑی پر موٹے الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ خدا کے بندوں کو کوئی نہیں جلا سکتا۔ پس اگر خدا ہمارا ہوجائے اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہوجائے تو دنیا ہزار روکیں ہماری راہ میں پیدا کرے۔ ہمارا کچھ نقصان نہیں کرسکتی اور اگر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو دنیا کی بادشاہتیں اور حکومتیں بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔

(الفضل 3 جنوری 1925ء جلد 12 نمبر 31 صفحہ 11)

خدا کے نیک بندوں کو کون جلا سکتا ہے

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر جب پادری مارٹن کلارک نے مقدمہ کیا تو مَیں نے گھبرا کر دعا کی۔ رات کو رؤیا میں دیکھا کہ میں سکول سے آرہا ہوں اور اُس گلی میں سے جو مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکانات کے نیچے ہے اپنے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ وہاں مجھے بہت سی باوردی پولیس دکھائی دیتی ہے پہلے تو اُن میں سے کسی نے مجھے اندر داخل ہونے سے روکا، مگر پھر کسی نے کہا یہ گھر کا ہی آدمی ہے اسے اندر جانے دینا چاہئے۔ جب ڈیوڑھی میں داخل ہوکر اندر جانے لگا تو وہاں ایک تہہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے بنایا تھا۔ ڈیوڑھی کے ساتھ سیڑھیاں تھیں جو اس تہہ خانہ میں اُترتی تھیں۔ بعد میں یہاں صرف ایندھن اور پیپے پڑے رہتے تھے۔ جب میں گھر میں داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپ کے آگے بھی اور پیچھے بھی اوپلوں کا انبار لگا یا ہوا ہے۔ صرف آپ کی گردن مجھے نظر آرہی ہے اور مَیں نے دیکھا کہ وہ سپاہی ان اوپلوں پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب مَیں نے انہیں آگ لگاتے دیکھا تو مَیں نے آگے بڑھ کر آگ بجھانے کی کوشش کی۔ اتنے میں دو چار سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ کسی نے کمر سے اور کسی نے قمیص سے اور مَیں سخت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اوپلوں کو آگ لگا دیں۔ اِسی دَوران اچانک میری نظر اوپر اُٹھی اور میں نے دیکھا کہ دروازے کے اوپر نہایت موٹے اور خوبصورت حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

”جو خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں اُن کو کون جلا سکتا ہے“

تو اگلے جہان میں ہی نہیں یہاں بھی مؤمنوں کے لئے سلامتی ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات دیکھے کہ آپ کے پاس نہ تلوار تھی نہ کوئی اور سامانِ حفاظت مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے سامان کر دیئے۔

(سیر روحانی (3)، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 383)

مولوی محمد حسین بٹالوی کو کرسی نہ ملی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی لوگوں نے سازشیں کی اور قتل کے مقدمات دائر کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مخالفین کو اپنے مقاصد میں نامراد رکھا۔ ایسے ہی اقدام قتل کے ایک مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا اور اس امید پر آیا کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی اگر نہ لگی ہوگی تو عدالت میں (نعوذ باللہ) ذلیل حالت میں کھڑے ہوں گے مگر باوجود اس کے کہ وہ انگریز ڈپٹی کمشنر جس کے سامنے مقدمہ پیش تھا، ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور اس نے ضلع میں تعینات ہوتے ہی کہا تھا کہ یہ شخص جو ہمارے یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے اب تک بچا ہوا ہے اسے سزا کیوں نہیں دی جاتی مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سامنے پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف کیا کہ آپ کی شکل دیکھتے ہی اس کا بغض دور ہوگیا اور اس نے اپنے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کے لئے کرسی بچھا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر بیٹھ گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آیا ہی اسی لئے تھا کہ آپ کو ذلت کی حالت میں دیکھے، اس نے جب دیکھا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں تو برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر سے سوال کیا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ اس نے یہ خیال کیا کہ جب مجرم کے لئے کرسی بچھائی جاتی ہے تو گواہ کو کیوں کرسی نہیں ملے گی۔ مگر کپتان ڈگلس نے جب یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے غضبناک ہوکر کہا تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا میرے باپ کو لاٹ صاحب کے دربار میں کرسی ملا کرتی تھی، مجھے بھی کرسی دی جائے۔ میں اہلحدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور میرا حق ہے کہ مجھے کرسی ملے۔ تب کپتان ڈگلس نے کہا۔ بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہوجا۔ اب بجائے اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل دیکھتا خدا تعالیٰ نے اسے ذلیل کردیا۔ پھر یہ تو کمرہ کے اندر کا واقعہ تھا۔ جب مولوی صاحب باہر نکلے تو لوگوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ گویا اندر بھی انہیں کرسی ملی ہے، برآمدے میں ایک کرسی پڑی تھی اس پر بیٹھ گئے لیکن چونکہ نوکر وہی کچھ کرتے ہیں جو وہ اپنے آقا کو کرتے دیکھتے ہیں۔ چپڑاسی نے جب دیکھا کہ مولوی صاحب کو اندر تو کرسی نہیں ملی اور اب برآمدے میں کرسی پر آبیٹھے ہیں۔ اسے خیال آیا کہ اگر صاحب بہادر نے دیکھ لیا تو وہ مجھ پر ناراض ہوگا۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا آپ کو یہاں پر بیٹھنے کا حق نہیں اٹھ جایئے۔ اس طرح باہر کے لوگوں نے بھی دیکھ لیا کہ مولوی صاحب کی عدالت میں کتنی عزت ہوئی۔ مولوی صاحب اس پر غصہ میں جل بھن کر آگے بڑھے تو کسی شخص نے زمین پر چادر بچھائی ہوئی تھی، اس پر بیٹھ گئے مگر اتفاق کی بات ہے چادر والا بھی جھٹ آپہنچا اور کہنے لگا میری چادر چھوڑ دو یہ تمہارے بیٹھنے سے پلید ہوتی ہے کیونکہ تم ایک مسلمان کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے آئے ہو۔ تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نصرت آتی ہے تو کوئی شخص اسے روک نہیں سکتا۔ پولیس کے افسر اور سپاہی کیا بڑے سے بڑے آدمی کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور ایک سیکنڈ میں اللہ تعالیٰ دشمنوں کو ہلاک کرسکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرو۔ ہاں مومنوں کے لئے ابتلاؤں کا آنا بھی مقدر ہوتا ہے۔ سو اگر صبر سے کام لوگے اور دعائیں کروگے تو اللہ تعالیٰ ان ابتلاؤں کو دور کر دے گا۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 184 تا 186)

(تذکار مہدی صفحہ 166 تا 170، ایڈیشن 2020، یوکے)

⁂

JYOTI TIMBER TRADERS
Deals in:Teak,Sal,Piasal,
Gambhari,Accasia etc.
SK ZAHID AHMAD, AT : Kuansh.
P.O/Dist - Bhadrak - 756100 (Odisha)
Mobile No. 9437113564 - 9437185000
طالب دعا : شیخ زاہد احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available
Rajahmundry
Kadiyapu lanka. E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All Hatred for None

مجلس عرفان آجکل مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر خطبہ دے رہا ہوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بہت ساری باتیں ہیں جو ہمیں چاہئے کہ ہم دیکھیں اور سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے role model ہیں، اُسوۂ حسنہ ہیں، تو اس لیے ہمیں ان کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لیے خطبہ سننا چاہئے۔ سنو، دیکھو اور اس پر عمل کرو، اس کی practice کرو اور نیک بچے بن جاؤ

- ● تربیتی پروگرام میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے لیے اچھے دوست کا انتخاب کریں، لیکن جن بچوں کے ساتھ والدین چاہتے ہیں کہ ہم اُٹھیں بیٹھیں، اگر وہ دوست ہی نہ بننا چاہتے ہوں تو اس بارے میں حضورِ انور کی کیا نصیحت ہے؟
- ● چھوٹے بچوں کو خطبہ کیوں سننا چاہیے؟
- ● ہم کیسے self confidence (خود اعتمادی) حاصل کر سکتے ہیں؟
- ● آپ نے اپنی آمین (کی تقریب) پر کیا کیا تھا؟

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے ایک وفد کی ملاقات

بقیہ ملاقات از شمارہ نمبر 19 مارچ 2026ء:

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم youth care میں مدد کر سکتے ہیں، جیسا کہ گورنمنٹ بچوں کو لے کے کچھ عرصہ کے لیے foster parents کو دے دیتے ہیں، تو کیا ہم اس طرح کے foster parents بن سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضور انور نے سب سے پہلے اس سوال کرنے والی لجنہ سے اس کی عمر کی بابت دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ اٹھارہ سال کی ہیں، یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے تبصرہ کیا کہ پھر تم تو نہیں بن سکتی۔ تمہارے ماں باپ بن سکتے ہیں، وہ چاہیں تو بن جائیں، یہاں یوکے میں بھی بہت سارے احمدی ایسا کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے اس حوالے سے مزید روشنی ڈالی کہ اچھی بات ہے کہ foster parents بن جاؤ، ان کو پھر کم از کم نیک باتیں سکھاؤ، ان کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھنا اور ان کو پالنا بڑی نیکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو اس نیکی کا اجر دے گا، اگر صحیح طرح ان کی care کر رہے ہو، ان کا خیال رکھ رہے ہو اور ان کو پال رہے ہو۔

حضورِ انور نے foster parents بننے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ضرور کرنا چاہیے، کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ ثواب اور نیکی کا کام ہے۔

نیز توجہ دلائی کہ اگر ہمارے احمدی بچے کسی عیسائی کے پاس چلے جائیں تو عیسائی ہو جائیں گے، اس لیے بہتر ہے کسی عیسائی کے یا دوسرے مسلمانوں کے بچے اپنے پاس لا کے ان کو نیکی کی باتیں سکھاؤ تا کہ وہ بعد میں اسلامی تعلیم سیکھ کر اسلام قبول کر لیں۔ زبردستی تو کسی کو ہم مسلمان نہیں بنا سکتے، لیکن اچھے اخلاق جب دکھاؤ گے، اچھی تعلیم دو گے، تو بچے جب بڑے ہوں گے تو ان میں یہ احساس خود بخود پیدا ہوگا اور ان کو خیال آئے گا کہ میرے جو foster parents تھے، مَیں ان کے پاس جاؤں، ان کی باتیں سیکھوں اور پھر مَیں اچھا مسلمان بن جاؤں۔

قارئین کی معلومات کے لیے بیان کیا جاتا ہے کہ ’’foster parents‘‘ وہ افراد یا خاندان ہوتے ہیں جو عارضی طور پر کسی بچے کی پرورش اور دیکھ بھال کرتے ہیں، جب بوجوہ وہ بچے اپنے حقیقی والدین یا سرپرست کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ یہ صورت حال مختلف وجوہات کی بنا پر پیدا ہو سکتی ہے، جیسا کہ حقیقی والدین کی بیماری، مالی مشکلات یا بچے کے ساتھ روا رکھی جانے والی زیادتی یا اس کی پرورش کے سلسلے میں پائی جانے والی غفلت کا سامنا۔ foster parents بچے کو مناسب رہائش، کھانا اور موزوں تعلیم و تربیت فراہم کرتے ہیں تا کہ وہ ایک محفوظ اور بہتر ماحول میں پروان چڑھ سکے۔

foster care عارضی طور پر یا طویل مدتی ہو سکتی ہے جو کہ حالات پر منحصر ہوتی ہے۔ بعض اوقات جب بچے کے حقیقی والدین یا سرپرست کے ساتھ دوبارہ رہنے کا امکان موجود نہ ہو یا بچے کی فلاح و بہبود کے لیے یہ بہتر نہ ہو تو foster parents بچے کو گود بھی لے سکتے ہیں۔ foster care کا بنیادی مقصد بچے کو وہ محبّت اور دیکھ بھال فراہم کرنا مقصود ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ ایک محفوظ اور صحت مند ماحول میں پرورش پاتے ہوئے معاشرے کا فعّال اور سود مند حصّہ بن سکے۔

ایک شریکِ مجلس کی جانب سے سوال کیا گیا کہ سکول میں دوستوں کا انتخاب کیسے کیا جائے؟

حضورِ انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے اپنی اوّل الذکر راہنمائی کو دُہرایا اور فرمایا کہ دوستوں کا انتخاب اچھے اخلاقی کردار کی بنیاد پر کرنا چاہیے۔ نیز وضاحت فرمائی کہ اگرچہ ایمان سے متعلق اعمال قابلِ ستائش ہیں، لیکن یہ ضروری ہے کہ دوست اپنے روزمرّہ کے رویّہ میں بھی مثبت اقدار کو اپنائیں۔ خاص طور پر حضورِ انور نے ان لوگوں سے بچنے کی تاکید فرمائی کہ جنہیں غیر مناسب فلمیں یا shows وغیرہ دیکھنے کی عادت ہو یا جو سوشل میڈیا کا غیر مفید استعمال کرتے ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اچھے کردار والے دوستوں کے ساتھ وقت گزارنا انسان کو عبادت اور اللہ پر ایمان کی طرف راغب کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس ایسے لوگوں کے ساتھ وقت گزارنا جو منفی اثرات مرتّب کرتے ہوں، انسان کے ایمان اور اخلاق کو آہستہ آہستہ کمزور کر سکتا ہے۔

حضورِ انور نے مزید توجہ دلائی کہ اچھے اخلاق بتدریج لوگوں کو نیکی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص پہلے ہی عبادت میں مشغول ہو، اگر کسی کے اچھے اخلاق ہوں، تو ممکن ہے کہ وہ کسی وقت عبادت گزار اور اللہ کا ماننے والا بھی بن جائے۔ اس لیے ہمیشہ ایسے دوستوں کا انتخاب کریں جو آپ پر منفی اثرات مرتّب نہ کریں اور جو آپ کے مثبت اثرات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔

اس ضمن میں حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے ایک واقعہ کا بھی تذکرہ فرمایا جس میں ایک نوجوان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان کالج میں ایک دہریہ کے ساتھ بیٹھ کمزور ہو گیا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر اس شخص نے اپنی نشست تبدیل کی اور آہستہ آہستہ اس نے اللہ تعالیٰ پر اپنا ایمان دوبارہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان کے ساتھی اس کے روحانی اور اخلاقی نقطۂ نظر کو کس طرح متاثر کر سکتے ہیں کہ بعض اوقات کسی کو اس کا احساس تک بھی نہیں ہوتا۔

اگلا سوال یہ تھا کہ جب ہم قرآنِ مجید پڑھتے ہیں تو درمیان میں سجدہ آتا ہے کیا ہم اسی جگہ پر سجدے کر سکتے ہیں یا قبلہ رخ ہونا لازمی ہے؟

حضورِ انور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ جہاں بھی بیٹھے ہوں اسی طرح سجدہ کر سکتے ہیں۔ بعض دفعہ یہاں جب عالمی بیعت میں ہم سجدہ کرتے تھے تو اس وقت بھی تو دائیں بائیں سجدے کر ہی لیتے تھے۔ تو سجدہ جہاں بھی بیٹھے ہو کر لو۔ قبلہ رخ ہو کے کرنا ہے تو اس طرح کر لو، وہ بھی اچھی بات ہے، لیکن جہاں بیٹھے ہوئے ہو وہیں کر لو۔

حضورِ انور نے اس حوالے سے مزید وضاحت فرمائی کہ بعض دفعہ ایسی جگہ ہوتی ہے، جہاں قرآنِ شریف پڑھ رہے ہو، مثلاً سکول میں یا کہیں کرسی پر تو سجدہ کر ہی نہیں سکتے، تو وہاں پھر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کر لو یا ضروری نہیں ہے کہ وہاں ہی سجدہ کرو بلکہ ایسی روایتیں بھی ملتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض دفعہ سجدہ نہیں بھی کروایا یا بعض دفعہ کہا کہ بعد میں سجدہ کر لینا یا تو گھر جا کے سجدہ کر لو۔

حضورِ انور نے ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ہمارے سکول میں قرآنِ شریف پڑھایا کرتے تھے، ربوہ میں جماعت کا سکول تھا، تو جب ہمارے ماسٹر بھامبڑی صاحب قرآنِ شریف پڑھاتے تھے تو وہ اکثر کہا کرتے تھے اچھا! گھر جاؤ گے تو سجدہ کر لینا۔ تو حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اگر نہ بھی کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے، لیکن دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کہ وہ سب سے بڑا ہے، یہ خیال رہنا چاہیے۔

آخر پر ایک بچی نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ مَیں ایک واقفۂ نَو بچی ہوں، مَیں سب بہن

بھائیوں میں بڑی ہوں، نیز راہنمائی طلب کی کہ اس حیثیت سے مَیں اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی تربیت میں کیا کردار ادا کرسکتی ہوں اور ان کے لیے رول ماڈل (role model) کیسے بن سکتی ہوں؟

حضورِانور نے اس پر مختلف امور کی جانب توجہ دلاتے ہوئے راہنمائی فرمائی کہ اچھی باتیں کرو، نیک باتیں کرو، نمازیں پڑھو۔ ان کو بتاؤ کہ نماز پڑھنی کیوں ضروری ہیں، قرآنِ شریف پڑھو، قرآنِ شریف پڑھنا کیوں ضروری ہے، اس پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے، ہم احمدی مسلمان ہیں، کیوں احمدی مسلمان ہیں، کیا ہماری تعلیم ہے، کیا اچھے اخلاق ہمیں دکھانے چاہئیں۔

مزید ذاتی نیک نمونے پیش کرنے کی بابت تاکید کرتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ پڑھائی کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے، اس کے لیے خود پڑھائی کی طرف توجہ دو، نیکی کی کتابیں پڑھو، جنرل نالج حاصل کرو، ٹی وی کے اچھے پروگرام دیکھو، ان سے کہو کہ بُرے پروگرام ہمیں نہیں دیکھنے چاہئیں۔ خود بھی ہر وقت انٹرنیٹ پر بیٹھ کر android، iPad یا tablet دیکھتی رہوگی تو بچے کہیں گے کہ تم خود تو یہ کر رہی ہو اور ہمیں کیا کہہ رہی ہو؟ تو جو تم خود کرتی ہو، وہ دوسروں کو بھی سمجھاؤ کہ وہ کرنا ہے۔ لیکن جو خود نہیں کرتی اس کے بارے میں اگر تم نصیحتیں کروگی تو کوئی نصیحت نہیں مانے گا، پھر رول ماڈل تو نہیں بن سکتی، اپنے اچھے نمونے دکھاؤ تو تم رول ماڈل بن جاؤ گی۔

یہ اس مجلس میں حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا آخری سوال تھا۔

ملاقات کے اختتام پر صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے حضورِانور کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے عاجزانہ درخواستِ دعا کی۔ اس کے بعد حضورِانور نے تمام حاضرین میں بطورِ تبرک قلم تقسیم فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 2 جنوری 2025ء)

☆……☆……☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمالِ وحسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ✡ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ✡ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مئی 2015)

طالب دعا: بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

GRIZZLY
BE ALWAYS AHEAD

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags. Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

طالب دعا: عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

اسٹوڈنٹ کارنر

UGEE 2026 کے لیے درخواستیں کھل گئیں

یاد رہے کہ داخلے کی آخری تاریخ 02/مئی 2026ء ہے

انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، حیدرآباد (IIIT Hyderabad) نے Undergraduate Entrance Examination(UGEE)2026 کے لئے باضابطہ طور پر درخواستیں کھول دی ہیں۔ یہ امتحان ادارے کے پانچ سالہ Dual Degree Programmes (B.Tech+MS by Research) میں داخلے کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کو خاص طور پر ایسے طلباء کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جو تحقیق (Research) میں دلچسپی رکھتے ہیں اور مستقبل میں ٹیکنالوجی اور جدت (Innovation) کے میدان میں اعلیٰ تعلیم اور کیریئر بنانا چاہتے ہیں۔

UGEE کے تحت درج ذیل Dual Degree Programmes پیش کیے جاتے ہیں:

1. ECD-B.Tech in Electronics and Communication Engineering + MS by Research in Electronics and Communication Engineering
2. CSD-B.Tech in Computer Science and Engineering + MS by Research in Computer Science and Engineering
3. CLD-B.Tech in Computer Science + MS by Research in Computational Linguistics
4. CND-B.Tech in Computer Science + MS by Research in Computational Natural Sciences
5. CHD-B.Tech in Computer Science + MS by Research in Computing and Human Sciences
6. CGD-B.Tech in Computer Science + MS by Research in Geospatial Technology

یاد رہے کہ ان امتحانات میں داخلے کی تاریخ 02/مئی 2026ء ہے اور انٹرویو 4 تا 6/جون 2026ء کو ہوگا۔ ملک بھر کے احمدی طلباء سے درخواست ہے کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔

(ناظر تعلیم قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو، نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آسکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہوسکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ستمبر 2018ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

Our Moto
Your
Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

HOTEL FIRDOUS

SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737

طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

غزوۂ تبوک: ایمان، قربانی اور جیش العسرہ کی بے مثال داستان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/ اکتوبر 2025ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوۂ تبوک کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ کے بیان کے مطابق ابو عامر نامی ایک فتنہ پرداز شخص نے منافقین کے ساتھ مل کر یہ افواہ پھیلائی کہ شام کی رومی فوج مدینہ پر حملہ کرنے والی ہے۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا اور انہیں ایک مشکل جنگ میں الجھانا تھا تاکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اس صورتحال میں کیا فیصلہ فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ فرمایا کہ دشمن کو پیش قدمی کا موقع دینے کے بجائے مسلمان خود رومی علاقوں کی طرف جائیں اور سرحد پر ہی دشمن کا مقابلہ کریں۔

سوال: غزوۂ تبوک کے اعلان کا انداز دیگر جنگوں سے مختلف کیوں تھا؟

جواب: عام طور پر رسول اللہ ﷺ جنگی مہمات کو خفیہ رکھتے تھے، لیکن غزوۂ تبوک میں دشمن کی کثرت اور سفر کی مشکلات کی وجہ سے آپ ﷺ نے عام اعلان فرمایا تاکہ مسلمان مکمل تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔

سوال: اس مہم کے دوران مسلمانوں کو کن مشکلات کا سامنا تھا؟

جواب: اس وقت مسلمانوں کو کئی مشکلات درپیش تھیں: قحط سالی، شدید گرمی، طویل اور مشکل سفر، مالی تنگی، دشمن کی بڑی فوج کا خوف۔ اسی لیے اس لشکر کو جیش العسرہ (تنگی کا لشکر) کہا جاتا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مالی قربانی کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ جو شخص جیشِ عسرہ کو تیار کرنے میں مدد کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس موقع پر کیا قربانی پیش کی؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال (چار ہزار درہم) لے آئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا: گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

سوال: حضرت عمرؓ کی مالی قربانی کیا تھی؟

جواب: حضرت عمرؓ اپنا آدھا مال لے آئے اور آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑ دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سوچا آج ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا، مگر وہ پھر بھی مجھ سے آگے نکل گئے۔

سوال: حضرت عثمانؓ نے غزوۂ تبوک میں کیا قربانی پیش کی؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے بے مثال قربانیاں پیش کیں: ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے، دس ہزار دینار، دس ہزار فوجیوں کے اخراجات۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے لیے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ ﷺ نے دعا فرمائی: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا أَسْرَرْتَ وَمَا أَعْلَنْتَ یعنی اے عثمان! اللہ تیرے تمام ظاہر اور باطن گناہ معاف فرمائے۔

سوال: غریب صحابہ نے مالی قربانی میں کس طرح حصہ لیا؟

جواب: غریب صحابہ نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق قربانیاں پیش کیں۔ مثلاً: مزدوری کر کے چند کھجوریں یا اناج لائے بعض نے تھوڑا سا غلہ پیش کیا۔ بعض نے محنت سے کمائی ہوئی معمولی اجرت بھی چندہ میں دے دی۔

سوال: حضرت ابوعقیلؓ کی قربانی کیا تھی؟

جواب: حضرت ابوعقیلؓ نے ساری رات کنوئیں سے پانی نکال کر مزدوری کی اور دو صاع کھجوریں حاصل کیں۔ ان میں سے آدھی گھر کے لیے رکھیں اور آدھی اللہ کی راہ میں پیش کر دیں۔

سوال: حضرت علبہ بن زیدؓ کا ایمان افروز واقعہ کیا تھا؟

جواب: ان کے پاس نہ مال تھا نہ جنگ میں جانے کی طاقت۔ انہوں نے رات کو دعا کی: اے اللہ! میرے پاس دینے کو کچھ نہیں، اس لیے میں اپنی عزت پر ہونے والے ہر ظلم کو معاف کر کے اسے صدقہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں لکھ دیے گئے ہو جن کا صدقہ قبول کیا گیا ہے۔

سوال: کیا عورتوں نے بھی اس موقع پر قربانی کی؟

جواب: جی ہاں۔ عورتوں نے اپنے زیورات، کنگن، انگوٹھیاں اور پازیب جہاد کی تیاری کے لیے پیش کر دیے۔

سوال: منافقین کا رویہ کیا تھا؟

جواب: منافقین مسلمانوں کو جنگ سے روکنے کی کوشش کرتے گرمی اور سفر کا بہانہ بناتے، مسلمانوں کو خوفزدہ کرتے اور غریبوں کی قربانیوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

سوال: قرآن کریم نے منافقین کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: قرآن کریم فرماتا ہے: وہ لوگ جو مومنوں کی مالی قربانیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ ان کے مذاق کا جواب دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے صحابہ کی قربانیوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: صحابہؓ نے دین کے لیے اپنی جانیں اور مال اس طرح قربان کیے جیسے بھیڑ بکریاں قربان کی جاتی ہیں۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مالی قربانی دین کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ امیر افراد کو بھی صحابہؓ کے نمونے سامنے رکھ کر قربانی بڑھانی چاہیے۔ غریب اور متوسط طبقہ پہلے ہی بڑی قربانیاں کر رہا ہے۔

سوال: حضور انور نے ربوہ کے زخمی احمدیوں کے لیے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے دعا کی: اللہ تعالیٰ زخمی خدام کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور آئندہ ہر شر اور نقصان سے جماعت کو محفوظ رکھے۔

سوال: خطبہ میں کس مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا؟

جواب: مکرم سام علی نینا صاحب (Marshall Islands) کا ذکر خیر کیا گیا جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد بڑی استقامت کے ساتھ جماعت کی خدمت کی۔

☆......☆......☆

اسلام کا پیغامِ امن: تقویٰ، عدل اور انسانیت کی حقیقی رہنمائی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/ جون 2007ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جب دنیا میں فساد اور بے امنی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے؟

جواب: جب دنیا میں فساد بڑھ جاتا ہے اور تقویٰ کم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسانوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا ہے تاکہ لوگ ہدایت اور امن کی راہ اختیار کریں۔

سوال: آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم نازل ہونے کا مقصد کیا تھا؟

جواب: قرآن کریم کے نزول کا مقصد انسانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی تعلیم دینا اور دنیا میں امن، عدل اور تقویٰ قائم کرنا تھا۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق تمام احکام کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے مطابق تمام احکام کی بنیاد تقویٰ ہے کیونکہ تقویٰ انسان کو برائیوں سے بچاتا اور نیکیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق تقویٰ کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق تقویٰ انسان کے لیے ہر فتنہ اور فساد سے بچنے کا محفوظ قلعہ ہے اور یہ انسان کو فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچاتا ہے۔

سوال: اسلام کے پھیلنے کی اصل وجہ کیا تھی؟

جواب: اسلام تقویٰ، محبت اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے پھیلا۔ مسلمانوں نے جب تقویٰ اختیار کیا تو اسلام دنیا کے مختلف علاقوں جیسے ایشیا، افریقہ اور یورپ تک پہنچ گیا۔

سوال: مسلمانوں کے زوال کی بنیادی وجہ کیا بنی؟

جواب: مسلمانوں کے زوال کی وجہ تقویٰ کی کمی، خود غرضی، حسد، بغض اور کینہ کا پیدا ہونا تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ زندہ کرنا تھا۔

سوال: ایک احمدی مسلمان کی بنیادی ذمہ داری کیا ہے؟

جواب: ایک احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا میں یہ پیغام پھیلائے کہ اسلام تشدد کا نہیں بلکہ پیار، محبت اور امن کا مذہب ہے۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق انسانوں کی برتری کا معیار کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے مطابق انسانوں میں برتری کا معیار تقویٰ ہے، نہ کہ نسل، قوم، رنگ یا دولت۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے عملی طور پر مساوات کی کون سی مثال قائم کی؟

جواب: آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ جیسے سابق غلام کو عزت اور مقام دیا، حتیٰ کہ حضرت عمرؓ بھی انہیں سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے۔

سوال: اسلام غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے؟

جواب: اسلام حکم دیتا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے یا انہیں تنگ نہیں کرتے، ان کے ساتھ نیکی، احسان اور انصاف سے پیش آؤ۔

سوال: قرآن کریم دوسروں کے مذاہب کے بارے میں کیا اخلاقی اصول سکھاتا ہے؟

جواب: قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے معبودوں کو گالی نہ دو تاکہ وہ جہالت میں اللہ تعالیٰ کو گالی نہ دیں۔

سوال: اسلام میں جنگ کا اختیار کس کو ہے؟

جواب: اسلام میں جنگ کا اعلان یا دفاعی اقدام ریاست یا حکومت کا اختیار ہے، کسی فرد یا گروہ کو یہ اختیار نہیں۔

سوال: بین الاقوامی امن کے لیے اسلام کا بنیادی اصول کیا ہے؟

جواب: اسلام کے مطابق بین الاقوامی امن کی بنیاد عدل اور انصاف ہے، حتیٰ کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنا ضروری ہے۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق دشمن کے ساتھ بھی کیا رویہ ہونا چاہیے؟

جواب: قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے نہ روکے بلکہ ہمیشہ عدل قائم رکھو۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے دشمنوں کے ساتھ بہترین مثال کب قائم کی؟

جواب: فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے دشمنوں کو معاف کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ یعنی آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔

سوال: دنیا میں حقیقی امن کس طرح قائم ہوسکتا ہے؟

جواب: دنیا میں حقیقی امن تب قائم ہوسکتا ہے جب انسان اسلام کی تعلیم، تقویٰ، عدل اور محبت کو اپنائیں۔

☆……☆……☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8 اکتوبر 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرم چودھری اعجاز احمد وڑائچ صاحب
(سربٹن۔ یوکے)

۲۷/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۹۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت چودھری عبدالحمید صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت رسول بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور مکرم چودھری عبد الرحمان صاحب ایڈووکیٹ لاہور (سابق صدر قضاء بورڈ ربوہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جب تک صحت رہی باقاعدگی سے نماز کے لیے مسجد فضل آیا کرتے تھے۔ آپ کو یوکے میں اپنا مکان جماعت کو ہبہ کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

(2) مکرمہ امۃ النصیر شاہ صاحبہ
اہلیہ مکرم سید رفیع احمد شاہ صاحب (ارلزفیلڈ۔ یوکے)

۴/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۶۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ایم ٹی اے بڑی باقاعدگی سے دیکھتی تھیں۔ لمبا عرصہ لوکل مجلس میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نماز، تلاوت قرآن کریم اور روزہ کی پابند، غریبوں کا خیال رکھنے والی، بڑی ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ، ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے بچوں کی اچھی تربیت کی اور ہمیشہ انہیں نمازوں میں باقاعدگی کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ آپ کے سب بچے جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے شوہر مکرم رفیع احمد شاہ صاحب نے لمبا عرصہ یوکے جماعت میں نائب سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم عبدالرحیم انیس زیروی صاحب
ابن مکرم صوفی رحیم بخش زیروی صاحب (بیلجیم)

۱۶/جنوری ۲۰۲۴ء کو ۸۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب مرحوم کے بھانجے تھے۔ آپ ۱۹۹۸ء میں بیلجیم آئے اور اسائیلم کیس کروایا۔ بیلجیم میں قاضی اوّل اور ناظم دارالقضاء کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک اور دعا گو بزرگ تھے۔ ہمیشہ سچی اور کھری بات کرتے اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو بھی یہی کہتے کہ حق کا ساتھ دو اور باقی خُدا پر چھوڑ دو۔ ہمیشہ خدمت دین کے لیے کمربستہ رہتے اور یہی عادت اپنے بچوں میں بھی پیدا کی۔ بڑے معاملہ فہم اور زیرک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی، تین بیٹے اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے تینوں بیٹے جماعت کے فعال ممبر ہیں اور چھوٹے بیٹے مکرم ناصر احمد زیروی صاحب مجلس انصاراللہ بیلجیم اور Humanity First میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم مبارز امینی صاحب (مربی سلسلہ دارالقضاء یوکے) کے ماموں تھے۔

(2) مکرم ڈاکٹر عبدالحنان طاہر صاحب
ابن مکرم عبدالمنان طاہر صاحب مرحوم (ہالینڈ)

۱۳/جولائی ۲۰۲۵ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ۲۰۰۶ء میں پانچ سالہ وقف پر نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون گئے۔ وہاں آپ کو اپنے والد مکرم عبدالمنان طاہر صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت مظفرآباد آزاد کشمیر) کی طرف سے بیت المنان کے نام سے ذاتی خرچ پر مسجد بنانے کی بھی توفیق ملی۔ ۲۰۱۴ء میں دوبارہ وقف کرکے غانا گئے لیکن برین ٹیومر ہوجانے کی وجہ سے علاج کے لیے آپ کو واپس پاکستان جانا پڑا۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، خلافت کے ساتھ وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ بیماری کے دوران بھی نمازوں کی پابندی اور قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے رہے۔ احمدیت کے لیے بہت غیرت رکھتے تھے۔ مرحوم نے بیماری کے دوران کبھی بھی ناشکری کے کلمات نہیں کہے بلکہ ہمیشہ صابر وشاکر رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب (انچارج عربک ڈیسک مرکزیہ۔ یوکے) کے ماموں زاد بھائی تھے۔

(3) مکرم ملک فضل الٰہی صاحب
ابن مکرم ملک حاجی رجادہ صاحب
(پکانسوآنہ ضلع چنیوٹ)

۲۷/جولائی ۲۰۲۵ء کو ۹۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آرمی کی نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ کو دفتر حفاظت خاص میں ملازمت ملی تو قصر خلافت ربوہ شفٹ ہوگئے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ بطور گارڈ ڈیوٹی دینے کی توفیق پائی اور ان کے ساتھ پاکستان کی مختلف جماعتوں میں دورہ پر بھی جاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت کے بعد اپنے گاؤں واپس چلے گئے اور وہاں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے اور کافی بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ہمیشہ بچوں کو بھی نماز باجماعت پڑھنے اور جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آپ نے بیماری کی وجہ سے آخری ۴ سال اپنی بیٹی کے پاس ربوہ میں گزارے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں، پانچ بیٹے اور تین بہنیں شامل ہیں۔

(4) مکرم چودھری عبدالحکیم صاحب
ابن مکرم چودھری عبدالمجید صاحب (ہمبرگ جرمنی)

۵/جون ۲۰۲۵ء کو ہمبرگ جرمنی میں ۹۲ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق بھلیر ضلع گجرات سے تھا اور آپ ۱۹۹۰ء سے ہمبرگ جرمنی میں مقیم تھے۔ انتہائی مخلص، نیک، خوش اخلاق، بہت سی خوبیوں کے مالک، بڑے مخلص اور نیک انسان تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ بیت الرشید ہمبرگ کی تعمیر میں آپ کو خطیر رقم پیش کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے مقامی صدر جماعت اور ہمبرگ میں قاضی اول کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم چودھری ناصر احمد صاحب (نیشنل ایکسٹرنل آڈیٹر جماعت جرمنی) کے خُسر تھے۔

(5) مکرم لطف الرحمٰن طاہر صاحب
ابن مکرم مختار احمد علوی صاحب (کراچی)

۱۳/جون ۲۰۲۵ء کو ۶۱ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم مختار احمد صاحب نے ۱۹۵۷ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے پہلے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ۲۷ سال تک آپ کو احمدیہ ہال کراچی میں بطور خادم مسجد خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح صدر حلقہ کے علاوہ حلقہ مارٹن روڈ میں بہت سے شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل زعیم حلقہ مارٹن روڈ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ ہر جماعتی پروگرام میں باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ نمازوں کے پابند اور غریبوں کی خاموشی سے مدد کرنے والے، ایک مخلص اور شریف النفس انسان تھے۔ مرحوم کسی سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔ پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ بچوں کو بھی تلقین کرتے کہ خلیفہ وقت اور جماعت ہی ہمارے لیے سب کچھ ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ بیٹے اور ۴ بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرمہ سسٹر ناصرہ سلطانہ صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری تنویر احمد صاحب (جرمنی)

۲۰/اگست ۲۰۲۵ء کو ۶۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ جرمن نژاد تھیں۔ آپ نے اکنامکس میں ڈپلومہ حاصل کیا اور ۱۹۸۲ء میں جماعت سے تعارف ہونے کے بعد جولائی ۱۹۸۴ء میں بیعت کی سعادت پائی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو اسلامی نام ”ناصرہ سلطانہ“ عطا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نصیحت پر آپ نے پاکستان میں شادی کی اور جرمنی واپس آکر اردو اور قرآن کریم سیکھا اور پوری دلجمعی سے دین کی خدمت میں لگ گئیں۔ آپ کا نظام جماعت سے اچھا تعلق تھا اور اپنے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ پردے کی بھی بڑی پابند تھیں۔ جب تک صحت نے اجازت دی جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ مرحومہ لجنہ کی فعال ممبر تھیں۔ آپ نے اپنی لوکل مجلس میں ۲ سال جنرل سیکرٹری اور پھر ۸ سال صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو ریجنل اور نیشنل سطح پر بھی مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ ۱۹۸۷ء میں آپ کو حضرت مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کا استقبال کرنے کا بھی موقع ملا۔ آپ کے اندر دین کا جذبہ، لگن اور شوق اور نظم و ضبط کا وصف بہت نمایاں تھا۔ جب Köln کی مسجد بیت النصر کے لیے مالی قربانی کی تحریک کی گئی تو آپ نے اپنا سارا زیور اس تحریک میں پیش کر دیا۔ ضرورت مندوں کا ہمیشہ خیال رکھتیں اور ان کی مدد کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

⁂

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12560: میں نورالدین ولد مکرم شیخ مشیر الدین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 16 فروری 2007ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: دارالانوار جنوبی قادیان مستقل پتہ: سورو بالاسور اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمران احمد　　العبد : شیخ نورالدین　　گواہ : مسرور احمد حق

مسل نمبر12561: میں شیخ صابر الدین ولد مکرم شیخ حلیم الدین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 6 مئی 2005ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان دارالانوار جنوبی مستقل پتہ: خوردہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مدبر افنان　　العبد : شیخ صابر الدین　　گواہ : سمین یونس

مسل نمبر12562: میں مشرق احمد ملا ولد مکرم محبوب الرحمٰن ملا صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 19 ستمبر 2006ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: سرائے طاہر قادیان مستقل پتہ: 24 پرگنہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد اشفاق　　العبد : مشرق احمد ملا　　گواہ : محمد ریحان

مسل نمبر12563: میں مسرور احمد ملا ولد مکرم محبوب الرحمٰن ملا صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 13 نومبر 2003ء پیدائشی احمدی ساکن: سرائے طاہر قادیان مستقل پتہ: 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زبیر احمد نائک　　العبد : مسرور احمد ملا　　گواہ : سلیمان احمد

مسل نمبر12564: میں افتخار احمد ولد مکرم ناظر حسین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 2 مارچ 2007ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان دارالانوار جنوبی مستقل پتہ کاہلواں قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد　　العبد : افتخار احمد　　گواہ : فران احمد سی وی

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’پس اب وقت ہے کہ ہمارے نوجوان اپنے آپ کو تجارت کے لیے وقف کریں۔ اور یہ وقف، وقف نمبر دو کہلائے گا۔ اس طرح نہیں کہ ہم اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں، ہم کو پڑھا کر مبلغ بنا کر بھیجو۔ بلکہ اس طرح کہ ہم اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں، ہم کو جہاں چاہیں بھیج دیں اور جو تجارتی یا صنعتی کام چاہیں، ہمارے لیے تجویز کریں، ہم وہ کریں گے اور اس کو بڑھانے کی کوشش کریں گے اور ساتھ ساتھ تبلیغ احمدیت کی بھی کوشش کریں گے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی ترقی کے لیے ایک نیا باب کھل جائے گا اور لاکھوں لاکھ آدمی احمدیت میں شامل ہوں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/اکتوبر ۱۹۴۵ء، خطبات محمود جلد ۲۶ صفحہ ۴۱۰، تحریک جدید ایک الٰہی تحریک۔ جلد دوم صفحہ ۶۱۳)

ریشی نگر (کشمیر) میں جلسہ یوم مصلح موعود

جماعت احمدیہ ریشی نگر میں 20 /فروری کو بعد نماز عصر مسجد مسرور میں جلسہ یوم مصلح موعود خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم حافظ مسرا احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی جس کے بعد مکرم وسیم احمد گنائی صاحب نے متن پیشگوئی مصلح موعود پڑھ کر سُنایا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم بشارت احمد گنائی صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر کے عنوان پر کی۔ مکرم شائس قدیر صاحب نے نظم پڑھی اور مکرم طاہر عثمان صاحب نے سیرت مصلح موعود کے عنوان پر آخری تقریر کی جس کے بعد صدر اجلاس نے حضرت مصلح موعود کی سیرت پر عمل کرنے کے حوالہ سے نصیحت کی۔ جلسہ میں حاضرین کے لئے تواضع کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ بالآخر دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(خورشید احمد میر امیر جماعت ریشی نگر)

اخبار بدر----- خلافت کی آواز

آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے ظہور کی جو علامات قرآن کریم اور احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک علامت وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کے الفاظ میں آئی ہے کہ اُس زمانہ میں صحیفے پھیلائے جائیں گے۔ گویا قلم سے علم سکھایا جائے گا۔ ان پھیلنے والے صحیفوں، اخبارات و رسائل اور میگزینز میں سے ایک اخبار بدر بھی ہے جو صرف اسلام احمدیت کا پرچار کرتا ہے اور اس کے ماننے والوں کی تعلیم وتربیت اور علمی ترقی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اخبار البدر اور الحکم کے متعلق فرمایا تھا کہ:

’’یہ اخبار ہمارے دو بازوں ہیں الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے اور گواہ بنتے ہیں۔‘‘

(بدر 8/جون 1905 صفحہ 2، ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

خدا تعالیٰ کے فضل سے تقسیم ہند کے بعد 7 مارچ 1952ء سے اخبار بدر مسلسل مرکز احمدیت قادیان سے شائع ہو رہا ہے۔ اور اب 74ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ 2016ء سے اخبار بدر کے 7 علاقائی ایڈیشن (ہندی، بنگلہ، اُڑیہ، تامل، تیلگو، ملیالم، کنڑ) زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ یہ اخبار ہر ہفتہ ویب سائٹ akhbarbadr.in پر اپ لوڈ ہوتا ہے۔

یہ اخبار خلافت کی آواز ہے اور خلیفہ وقت کے خطبات، خطابات، اعلانات نکاح، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب، اہم تحریکات، حضور انور کی مصروفیات اور دوروں کی رپورٹس کی اس میں تازہ بتازہ اشاعت ہوتی ہے۔ نیز اس میں جماعت کی ترقی اور تعارف پر مبنی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ تاریخ احمدیت کا ماخذ اور بزرگان سلسلہ کی سیرت وسوانح کا ریکارڈ ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہونے والی ولادتوں، وفاتوں، نکاحوں اور شادیوں اور کامیابیوں کے اعلانات بھی شائع ہوتے ہیں۔ بیماروں کے لئے دعاؤں کے اعلان، وفات یافتگان کا ذکر اذکر وا موتا کم بالخیر کے تحت، شادی بیاہ، پیدائش اور کامیابیوں کا تذکرہ وغیرہ ہوتا ہے۔ تاکہ دنیا بھر کے احمدی احباب وخواتین ان کے حق میں دعا کر سکیں۔ اہم مضامین اور متنوع موضوعات پر مشتمل تحریرات کا مرقع یہ اخبار علمی، ادبی، اور تحقیقاتی مضامین کا ذخیرہ ہے۔ اور ادبی شہ پاروں اور نظموں، غزلوں کا چمن ہے۔ الغرض یہ باغ احمدیت کی وہ نہر ہے جو ہر ہفتہ بے شمار دلوں کی پیاس بجھاتی ہے۔

چار نکاتی پروگرام کے تحت حسبِ ارشاد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر احمدی گھرانے میں اخبار بدر کا پہنچانا لازمی ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت اُردو یا اپنے علاقائی زبان کے اخبار بدر کا خریدار ضرور بنیں اور اخبار بدر کی مالی معاونت کریں تاکہ یہ اخبار خود کفیل ہو اور جاری رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اخبار سے کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تمام امراء اضلاع، مقامی امراء، صدران جماعت اور مبلغین انچارج صاحبان ومقامی مبلغین ومعلمین کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں احبابِ جماعت میں بیداری پیدا کریں اور اپنی اپنی جماعت کے ہر گھر میں کم از کم ایک ایک پرچہ ضرور جاری کروانے کی کوشش کریں نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء مبارک و اعلیٰ توقعات کے مطابق اس کے خریداران اور قارئین کی تعداد بڑھاتے رہیں۔ جزاکم اللہ

(قائم مقام مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

☆ * ☆ * ☆

بقیہ خطبہ حضور انور فرمودہ 13 مارچ 2026ء از صفحہ نمبر 11

مشنری انچارج طاہر عدنان صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم بہت پرہیزگار، فرمانبردار اور جماعتی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہنے والے وجود تھے۔ کہتے ہیں مجھے 20/سال سے زائد عرصہ تک انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اس دوران آپ کے اعلیٰ کردار، عاجزی، انکساری، خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ غیر معمولی وفاداری اور اطاعت کے بہت سے نمونے مشاہدہ کیے۔ کہتے ہیں جب میں مشنری انچارج بنا ہوں تو میرے سے وہ عمر میں بڑے تھے لیکن اس کے بعد انہوں نے کامل وفا اور ذمہ داری اور اطاعت کے ساتھ میری بات کو مانا اور اس پہ عمل کیا۔

اسی طرح یوسف خالق صاحب مربی سلسلہ کہتے ہیں کہ بطور پرنسپل طلبہ کی تربیت پر غیر معمولی توجہ دیتے تھے۔ طلبہ میں ذمہ داری کا احساس پیدا کیا اور ہمیشہ اس بات کی تلقین کی کہ کسی بھی کام کے لیے عذر پیش نہ کریں۔ خلیفہ وقت کی ہدایات پر فوری عمل کرنے پر خاص زور دیتے تھے۔ عملی تربیت کے لیے آپ طلبہ کو تبلیغی مہمات پر بھی بھیجتے تھے۔ ہر کام کے لیے ہمیشہ اپنا ذاتی نمونہ پیش کیا جس نے طلبہ کی زندگیوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔

مَیں نے ان کو دیکھا ہے۔ نہایت مخلص اور وفادار تھے اور بڑے عاجز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۴/اپریل ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱ تا ۸)

☆☆☆

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

میں واپس لے آئے گا۔ چنانچہ دیکھ لو اسی طرح واقعہ ہوا ہے۔ جس طرح بخت نصر کے وقت میں پہلی دفعہ ارض مقدس یہود کے ہاتھ سے نکلی۔ اسی طرح صلیبی جنگوں کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلی (دی نیو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Crusade)۔ پھر جس طرح موسیٰ سے تیرہ سو سال بعد حضرت مسیحؑ کے صلیب کے واقعہ کے بعد جبکہ گویا وہ بظاہر اس ملک کے لوگوں کے لئے مر گئے تھے۔ بنی اسرائیل کو ارض مقدس سے دوبارہ بے دخل کر دیا گیا۔ اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اتنا ہی عرصہ گذرا ہے مسلمانوں کی حکومت پھر ارض مقدس سے جاتی رہی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا مسلمانوں کا یہ دوسرا عذاب یہود کے لئے ارض مقدس میں واپس آنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الانبیاء 107 اِنَّ فِیۡ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فرماتا ہے ہم نے زبور میں کچھ شرائط بیان کرنے کے بعد یہ بات لکھ چھوڑی ہے کہ ارض مقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے اس میں عبادت گذار بندوں کے لئے ایک پیغام ہے اور ہم نے تجھ کو ساری دنیا کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بائیبل میں جو یہ پیشگوئی تھی کہ صرف خدا کے نیک بندے ارض مقدس میں رہیں گے اس سے کوئی اس وقت دھوکا نہ کھائے جبکہ بنی اسرائیل اس ملک پر غالب آجائیں گے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر کوئی وقفہ پڑا تو پھر خدا کے بندے اس ملک پر غالب آجائیں گے اس لئے فرماتا ہے کہ عبادت گذار بندوں کے لئے اس میں ایک پیغام ہے یعنی مسلمانوں کو تُو ہوشیار کردے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ پھر بنی اسرائیل اس پر قابض ہو جائیں گے اس لئے یہاں عابدین کا لفظ داؤدؑ کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا اور بتایا کہ میرے بندوں کو کہہ دے کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر کسی وقت تم نے میرے عباد بننے میں کمزوری دکھائی تو پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اس ملک میں واپس لے آئے گا لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ پھر عبادت گذار بن جائیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ پھر غالب آجائیں گے اور ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب زمانوں کے لئے رحمت ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اس وقت ختم نہیں ہو جاتا جب بنی اسرائیل فلسطین پر قابض ہوں۔ بلکہ اس کے بعد بھی وہ زمانہ ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ پس مایوس نہیں ہونا چاہیے جب دوبارہ رحمت الٰہی جوش میں آجائے گی مسلمان دوبارہ فلسطین میں غالب آجائیں گے۔ (تفسیر کبیر جلد چہارم سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 105)

(تفسیر کبیر جلد پنجم سورۃ الانبیا آیت نمبر 106)

⁂

اعلان نکاح

تصحیح

مکرم ظفر مدثر صاحب ولد مکرم مظفر احمد ظفر صاحب امروہی ریٹائرڈ مربی سلسلہ قادیان کا نکاح مکرمہ عطیۃ المسر ورصاحبہ بنت مکرم آزاد احمد گنائی صاحب آف ریشی نگر کشمیر کے ہمراہ دس ہزار کینیڈین ڈالر پر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی نے 2/دسمبر 2025 کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور ثمرات حسنہ سے نوازے۔ آمین

(اطہر احمد شمیم قائمقام مینیجر اخبار بدر قادیان)

مذکورہ اعلان اخبار بدر 29 جنوری 2026 شمارہ نمبر 5 میں اسماء کی غلطی کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ لہٰذا بعد تصحیح دوبارہ اشاعت کی جارہی ہے

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 02

کریں بلکہ بعض تو بزور اسلام میں شامل کرنے پر بھی یقین رکھتے تھے۔ جیسے مولانا مودودی صاحب نے تو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ پر بھی یہ الزام لگا دیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو جبراً اسلام میں داخل کیا ہے۔ مودودی صاحب کی کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد جب تلوار ہاتھ میں پکڑی تو تب دلوں کے زنگ اُتر گئے۔ اس کے علاوہ مسلمان اس غلط نظریے کے بھی حامل ہو گئے تھے کہ اگر کوئی اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی وجہ سے اسلام کو چھوڑ دے تو ایسا مرتد شخص ان کے نزدیک واجب القتل ہے لیکن علماء اسلام اس سوال کا جواب نہیں دیتے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کے اصولوں کو اچھا سمجھ کر اسلام میں داخل ہو جائے تو کیا اس کے سابقہ ہم مذہبوں کو بھی یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہونے والے کو بھی اپنے مذہب سے ارتداد کی سزا میں قتل کر سکتے ہیں۔

یہ وہ غیر منصفانہ اور خود ساختہ عقیدہ تھا جس کی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ ایسا عقیدہ قرآن مجید کے اس عادلانہ تعلیم کے خلاف ہے جس کا جھنڈا قرآن مجید نے سب سے بڑھ کر اُٹھایا ہے۔ قرآن مجید نے کسی ایک آیت میں قتل مرتد کی سزا کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ قرآن مجید تو قبول دین کے لئے جبر کو حرام قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

''جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو اللہ اس کے بدلے میں ایک ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ (المائدہ:55)

پس اسلام نے ہرگز مرتد کے لئے قتل کی سزا تجویز نہیں کی کیونکہ اس طرح تو محبت پیدا نہ ہوگی بلکہ تلوار کے خوف سے منافقین پیدا ہوتے رہیں گے جو بظاہر تو تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوں گے لیکن اندر سے کفریہ عقائد پر یقین رکھتے ہوں گے اور یہ بات مسلمانوں کی ملی اور قومی اتحاد کیلئے سخت خطرہ ہوگی۔ مسلمان علماء اور ان کے فرقے اس ترقی یافتہ دور میں ایسے عقیدے رکھ کر اسلام کو نشانۂ مذاق بنا رہے ہیں اور قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی توہین کرنے والے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین کو بھی معاف فرما دیا تھا بلکہ اس کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔ پس یہ ہے وہ سُنّت جو قابل عمل ہے اور جس کو دیکھ کر اپنے اور غیر آپ پر درود بھیجتے ہیں۔

ایسا ہی ایک غلط عقیدہ مسلمانوں میں یہ بھی پھیلا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص توہین رسالت کرے یا توہین قرآن کرے تو اس کی سزا قتل ہے اور ایسے جُرم کے مرتکب کو معافی بھی نہیں دی جاسکتی۔ یہ سزا بھی قرآن مجید کی واضح تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی سُنّت کے خلاف ہے۔ قرآن مجید توہین مذہب کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن ایسے لوگوں کیلئے کوئی دنیوی سزا تجویز نہیں کرتا اُنہیں صرف دلائل سے قائل کرنے کی ہی تلقین کرتا ہے اور صرف یہی حکم دیتا ہے کہ جس وقت ایسے لوگ توہین کے مرتکب ہوں یا اسلام پر استہزاء کریں تو ایسے لوگوں کی مجالس سے اُٹھ کر چلے جانا چاہئے۔ فرمایا:

''اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا اُن سے تمسخر کیا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔

(النساء:141)

سورۃ الانعام آیت نمبر 11 میں فرمایا کہ استہزاء کرنے والوں کو خدا تعالیٰ خود سزا دے گا۔ سورۃ الحجر آیت 96 میں فرمایا استہزاء کرنے والوں اور توہین کرنے والوں سے بدلہ لینے کیلئے ہم ہی کافی ہیں۔

قرآن مجید کی ایسی تعلیمات کے باوجود ایک طبقہ بعض ضعیف احادیث کا سہارا لے کر توہین رسالت کیلئے جان سے مار دینے کی سزا تجویز کرتا ہے۔

حد یہ ہے کہ پاکستان میں اب یہ قانون دنیوی مفادات کے حصول کیلئے استعمال ہو رہا ہے اور اس کے ذریعہ مفاد پرست جن کے اب گینگ بن گئے ہیں معصوم لوگوں سے ان کی جان بچانے کیلئے کروڑوں روپے لوٹ رہے ہیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ اس معاملہ میں قانون نافذ کرنے والے اور انصاف قائم کرنے والے ادارے بھی بے بس ہیں۔ اور ناموس رسالت کے نام پر رشوت خوری اغواء برائے تاوان اور بے لگام بھیڑ کے ہاتھوں معصوموں کے خون کی ہولی روزمرّہ کا معمول بن گیا ہے اور یہ سب کام ''اُمّت'' کے ''علماء'' اور ان کے معاون کروا رہے ہیں۔

یہ ہے وہ عذاب جو خدا کی طرف سے آنے والے سچے مامور کی تکذیب و دشمنی کے نتیجہ میں نازل ہوا ہے۔ ہائے افسوس آنے والے حکم وعدل کی نافرمانی کر کے تم لوگ کیسی اجتماعی اذیت اور قومی عذاب کا شکار ہو گئے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درد بھری آواز سنو!

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے　　وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

⁂

درخواستِ دُعا

مکرم یامین خان صاحب معلم سلسلہ جماعت احمدیہ سالون صوبہ ہریانہ ضلع کرنال اپنی والدہ صاحبہ کی صحت و سلامتی، والد صاحب کی مغفرت نیز اپنی واہل وعیال کی صحت وتندرُستی والی فعال زندگی اور بچوّں کی پڑھائی میں کامیابی ودین ودُنیا میں ترقّی کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (آزاد حُسین انسپکٹر اخبار بدر)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 26 March-02 April - 2026 Issue. 13-14

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

توحید کے قیام کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کو سمجھ کر اسکے لئے پوری کوشش کریں اور حقیقی مؤحد بنیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 27/مارچ 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالے سے توحید کا ذکر ہو رہا تھا، فتح مکہ کے وقت بتوں کو گرانے کی تفصیل گذشتہ خطبات میں بیان ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ آپؐ نے توحید کے اعلان کے طور پر کیا تھا، یعنی جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو، اُن کا تو یہ حال ہے۔ اہلِ طائف کے بُت لات کے متعلق ایک روایت یوں ملتی ہے کہ یہ درخواست کی تھی کہ لات بُت کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ آپؐ کی غیرتِ توحید نے یہ مداہنت قبول نہ فرمائی۔ اہلِ طائف نے ایک سال اور پھر ایک ماہ تک اس بُت کو منہدم نہ کیے جانے کی سفارش کی مگر آپؐ نے اس درخواست کو بھی قبول نہ کیا اور اس بت کو گروا دیا۔

نبی پاک ﷺ نے توحید کے قیام کے لیے مشرکینِ مکّہ سے مقابلہ کیا اور آخر کار خانہ کعبہ کو تین سَو ساٹھ بتوں سے پاک کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں بھی توحید قائم کرنے کے لیے ایک عظیم بابرکت روحانی جہاد فرمایا اور اپنی قوتِ قدسیہ کے طفیل توحید سے پیار کرنے والی ایک جماعت قائم فرما دی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کی اتنے لطیف اور عمدہ انداز میں تربیت فرمائی کہ شرک کا شائبہ بھی کسی کی سوچ میں پیدا نہ ہونے پائے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَیں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے مسیح کی تعریف میں مبالغہ کیا تھا۔ مَیں تو صرف خدا کا بندہ ہوں۔ پس تم کہو کہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسمیں کھاؤ۔ جس نے بھی قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

آپؐ کو یہ برداشت نہیں تھا کہ خدا کی توحید کے سامنے کسی بھی چیز کو ہلکا سا بھی رکھا جائے۔

نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جنّت اور جہنم واجب کرنے والی دو چیزیں کون سی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں ٹھہراتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص فوت ہوا جبکہ وہ اللہ کا شریک بناتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے یعنی ریا کاری (دکھاوا)۔

قیامت کے دن جب لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُن (ریا کاروں) سے فرمائے گا کہ ان کے پاس جاؤ جن لوگوں کے لیے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے۔ انہی کے پاس جاؤ اور دیکھو کیا تمہیں اُن کے پاس کوئی بدلہ ملتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابنِ آدم نے مجھے جھٹلایا اور اُس کے لیے مناسب نہیں تھا اور اس نے مجھے گالی دی اور یہ اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ جو اُس کا جھٹلانا ہے وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ مَیں اسے ہرگز دوبارہ پیدا نہیں کروں گا جس طرح اسے میں نے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو اُس کا گالی دینا ہے وہ اُس کا یہ کہنا ہے کہ مَیں نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ مَیں بے نیاز ہوں۔

سورہ اخلاص کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'اللہ الصمد' اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں اس اقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہیں دیکھنا چاہیے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرتِ باری کا منزہ ہونا بیان فرمایا ہے۔

آنحضور ﷺ نے سورہ اخلاص کو ثلث القرآن قرار دیا ہے یعنی قرآن کا تیسرا حصّہ۔ حضرت مصلح موعودؓ اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس (سورہ اخلاص) کا مضمون خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دَور میں دو بڑے فتنے پیدا ہونے تھے ایک دجالی فتنہ اور دوسرا یاجوج ماجوج کا فتنہ۔

ان دونوں فتنوں نے یکے بعد دیگرے اسلام سے ٹکر لینی تھی۔ ایک فتنہ خدائے واحد کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ لیے ہوئے ہے یعنی خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس۔ دوسرا فتنہ دہریت کا ہے یعنی وہ سرے سے خدا کا منکر ہے۔ قرآن کریم نے ان ہر دو فتنوں کے عقائد کی تردید کی ہے۔ قرآن کریم نے صرف خدا باپ (یعنی خدائے واحد) کی خدائی کو قائم کیا ہے اور خدا بیٹے اور روح القدس کی سختی سے نفی اور تردید کی ہے۔ گویا قرآن کریم نے تین خداؤں میں سے صرف ایک خدا یعنی خدائے واحد و یگانہ کی حقیقی خدائی کا قیام فرمایا ہے اور یہ صاف بات ہے کہ چونکہ خدا باپ کی تائید قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے اس لیے یہ سورہ اخلاص قرآن کریم کا تیسرا حصّہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعے سے ہی مل سکتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر لیا۔

آج اس زمانے میں یاجوج ماجوج اور دجال تو ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر بھی اصل حقیقی توحید کا ادراک نہیں رہا۔ پس اس زمانے میں آنحضور ﷺ کے غلام نے مسیح موعود اور مہدی موعود نے آنا تھا اور وہ آیا اور اُس نے توحید کے خلاف ہر حملے کا مقابلہ کیا۔ پس حقیقی بیعت کا حق ہم تب ہی ادا کر سکتے ہیں جب ہم حقیقی توحید کو ماننے والے ہوں۔

توحید کے اعلیٰ مقام کے متعلق ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دے جس سے مَیں تیرا ذکر بھی کروں اور تجھ سے دعا بھی کروں۔ خدا نے کہا کہ اے موسیٰ! کہو لا الہ الا اللہ۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے خدا تیرے سب بندے یہی کہتے ہیں۔ خدا نے یہی کلمہ کہنے کا دوبارہ ارشاد فرمایا۔ حضرت موسیٰ کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر میرے سوا دنیا کی سب چیزیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کو رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ سب چیزوں پر بھاری ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں حضرت مقدس نبوی ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسی قادر و یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اسی کلمہ پر اُس کا خاتمہ ہو تو وہ نجات پا جائے گا۔

ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ اس کا بندہ اور اس کی بندی کا بیٹا ہے اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے ایک روح ہے اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے۔ اللہ اسے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل کرے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی شان خواہ کتنی ہی بلند ہو اور آپؐ سے ہمیں کتنی ہی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہرحال آپؐ کی شان سے بہت بالا ہے۔ خدا تعالیٰ ازلی ابدی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے فیضانوں میں سے ایک بہت بڑا فیضان ہیں اور یہ آپؐ کی ذات سے دشمنی ہوگی کہ ہم آپؐ کو کوئی ایسا مقام دے دیں جس کے دینے سے خدا تعالیٰ کا مقام چھنتا ہو۔

آنحضور ﷺ کو توحید کے قیام کا اس قدر خیال تھا کہ جان کنی کی حالت میں بھی بار بار آپؐ کے منہ سے یہ کلمات نکلتے تھے کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ آپؐ بار بار یہی فرماتے تھے۔ گویا قوم کو آخری نصیحت اور آخری پیغام جو آپؐ نے دیا وہ یہی تھا کہ مجھے مشرکانہ مقام نہ دینا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بات کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ ہم توحید کی حقیقت کا ادراک پیدا کر کے آنحضرت ﷺ کے توحید کے قیام کے لیے درد کو سمجھ کر اس کے لیے پوری کوشش کر کے حقیقی موحد بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے امریکہ اور اسرائیل کی ایران کے خلاف جاری جنگ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ کے حالات بد سے بدترین ہوتے جا رہے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل اس کوشش میں ہیں کہ ان کی اجارہ داری ساری دنیا اور بالخصوص مسلمان دنیا پر قائم ہو جائے۔ یہ دنیا کا نقشہ بدلنے کی کوششیں ہیں۔

خدا کرے کہ مسلمان دنیا کو اب بھی سمجھ آجائے کہ کس طرف یہ لوگ جا رہے ہیں اور ان کا ایک ہونا بہت ضروری ہے۔

بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لحاظ سے بھی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلامی ملکوں کو وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

⁂

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad